﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 17 | جمعۃ المبارک 25/جون 2010ء | 12/رجب 1431 ہجری قمری ❁ 25/احسان 1389 ہجری شمسی | شمارہ 26

شہداء کے ورثاء کا خیال

حضرت اسلم بیان کرتے ہیں کہ مَیں حضرت عمرؓ کے ساتھ بازار گیا۔ ایک نوجوان عورت ان سے ملی اور عرض کیا اے امیر المومنین! میرا خاوند فوت ہو گیا اور بچے چھوٹے ہیں جن کا فاقہ سے بُرا حال ہے۔ نہ ہماری کوئی کھیتی ہے نہ جانور اور مجھے ڈر ہے کہ یہ یتیم بچے بھوک سے ہلاک نہ ہو جائیں۔ اور مَیں ایماء غفاری کی بیٹی خفاف ہوں، میرا باپ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شامل تھا۔ حضرت عمرؓ نے ایک مضبوط اونٹ پر دو بورے غلے کے بھرے لدوائے۔ ان کے درمیان دیگر اخراجات کے لئے رقم اور کپڑے رکھوائے اور اونٹ کی مہار اس خاتون کو تھما کر فرمایا: ”یہ تو لے جاؤ اور انشاء اللہ اس کے ختم ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اور بہتر سامان پیدا فرما دے گا“۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیہ حدیث نمبر 3843)

جو لوگ صدق اور وفا سے خدا تعالیٰ کی طرف آتے ہیں اور اس کے لئے ہر ایک دُکھ اور مصیبت کو سر پر لیتے ہیں تو خدا تعالیٰ ان کو اور ان کی اولاد کو ہر گز ضائع نہیں کرتا۔

ابتلا اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو دکھلاوے کہ جو ہماری طرف آنے والے ہیں وہ کیسے مستقل مزاج اور جفاکش ہوتے ہیں۔ اور جب وہ ثابت قدم نکل آتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ ان سے وہی سنت برتتا ہے جو کہ منعم علیہ گروہ سے برتنی چاہیے۔

”جو لوگ صدق اور وفا سے خدا تعالیٰ کی طرف آتے ہیں اور اس کے لئے ہر ایک دُکھ اور مصیبت کو سر پر لیتے ہیں تو خدا تعالیٰ ان کو اور ان کی اولاد کو ہر گز ضائع نہیں کرتا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کہتے ہیں کہ مَیں بوڑھا ہو گیا لیکن کبھی نہیں دیکھا کہ صالح آدمی کی اولاد ضائع ہوئی ہو۔ خدا تعالیٰ خود اس کا متکفل ہوتا ہے۔ لیکن ابتداء میں ابتلا کا آنا ضروری ہے تا کہ کھوٹے اور کھرے کی شناخت ہو جائے۔

عشق اوّل سرکش و خونی بود — تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

دُوسرے ابتلا اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو دکھلاوے کہ جو ہماری طرف آنے والے ہیں وہ کیسے مستقل مزاج اور جفاکش ہوتے ہیں کہ مار پر مار کھاتے ہیں، لیکن منہ نہیں پھیرتے اور جب وہ ثابت قدم نکل آتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ ان سے وہی سنت برتتا ہے جو کہ منعم علیہ گروہ سے برتنی چاہیے۔

خدا تعالیٰ سے زیادہ پیار اور رحم اور محبت کرنی کوئی نہیں جانتا۔ لیکن اخلاص ضروری ہے۔ کوئی دل سے اس کا ہو، پھر دیکھے کہ آیا مخلص کی دست گیری اور کفالت اس کی خوبی ہے کہ نہیں۔ لیکن جو اُسے آزماتا ہے وہ خود آزمایا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور اسلام لایا۔ بعد ازاں اندھا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اسلام قبول کرنے سے یہ آفت مجھ پر آئی ہے اس لئے کافر ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے بہت سمجھایا، لیکن نہ مانا، حالانکہ اگر وہ مسلمان رہتا تو خدا تعالیٰ تو اس امر پر قادر تھا کہ اسے دوبارہ بینائی بخش دیتا، لیکن کافر ہو کر دنیا میں تو اندھا تھا دین سے بھی اندھا بن گیا۔ مجھے فکر ہے کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ جو خدا تعالیٰ کو آزماتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ خود آزمائے جاویں۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو مجھ پر ایمان لاوے، اوّل وہ مصائب کے لئے تیار رہے۔ مگر یہ سب کچھ اوائل میں ہوتا ہے۔ اگر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر فضل کر دیتا ہے، کیونکہ مومن کے لئے دو حالتیں ہیں۔ اوّل تو یہ کہ جب ایمان لاتا ہے تو مصائب کا ایک دوزخ اس کے لئے تیار کیا جاتا ہے جس میں اُسے کچھ عرصہ رہنا پڑتا ہے اور اس کے صبر اور استقلال کا امتحان کیا جاتا ہے اور جب وہ اس میں ثابت قدمی دکھاتا ہے تو دوسری حالت یہ ہے کہ اس دوزخ کو جنّت سے بدل دیا جاتا ہے۔ جیسے کہ بخاری میں حدیث ہے کہ مومن بذریعہ نوافل کے اللہ تعالیٰ سے یہانتک قُرب حاصل کرتا ہے کہ وہ اس کی آنکھ ہوتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے اور کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے۔ اور ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ اور ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ کہ جو شخص میرے ولی کی عداوت کرتا ہے وہ جنگ کے لئے تیار ہو جاوے۔ اس قدر غیرت خدا تعالیٰ کو اپنے بندے کے لئے ہوتی ہے۔ پھر دوسری جگہ فرماتا ہے کہ مجھے کسی شئے میں اس قدر تردد نہیں ہوتا جس قدر کہ مومن کی جان لینے میں ہوتا ہے اور اسی لئے وہ کئی دفعہ بیمار ہوتا ہے اور پھر اچھا ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی جان لینا چاہتا ہے مگر اسے مہلت دے دیتا ہے کہ اور کچھ عرصہ دنیا میں رہ لیوے۔ اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔ تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو۔ اور بیجا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو“۔ (ملفوظات جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ 99-98)

لاہور میں دارالذکر اور بیت النور میں شہادت پانے والے 25 مزید شہداء کا دلگداز تذکرہ

یہ تمام شہداء قسم قسم کی خوبیوں کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی دعائیں اور ان کی نیک خواہشات اپنے بیوی بچوں اور نسلوں کیلئے قبول فرمائے اور سب پسماندگان کو صبر اور حوصلہ سے یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے

مکرم سعید احمد صاحب شہید اور مکرم ڈاکٹر محمد عارف صاحب (مرحوم) آف قادیان کی نماز جنازہ غائب

(خلاصہ خطبہ جمعہ 18/جون 2010ء فرمودہ امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللّٰہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

(لندن۔18 جون) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد بیت الفتوح لندن میں ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آج بھی گزشتہ خطبہ جمعہ میں جاری مضمون یعنی شہدائے لاہور کے ذکر کا تسلسل جاری رکھتے ہوئے 25 مزید شہداء کا ذکر خیر فرمایا۔ آج کے خطبہ جمعہ میں جن شہداء کا تذکرہ ہوا ان کے اسماء حسب ذیل ہیں:۔

مکرم عبدالرشید ملک صاحب ابن مکرم عبدالحمید ملک صاحب، مکرم محمد رشید ہاشمی صاحب ابن مکرم منیر شاہ ہاشمی صاحب، مکرم مظفر احمد صاحب ابن مکرم مولانا ابراہیم صاحب قادیانی درویش، مکرم میاں مبشر احمد

صاحب ابن مکرم میاں برکت علی صاحب، مکرم فدا حسین صاحب ابن مکرم بہادر خاں صاحب، مکرم خاور ایوب صاحب ابن مکرم محمد ایوب خان صاحب، مکرم شیخ محمد یونس صاحب ابن مکرم شیخ جمیل احمد صاحب، مکرم مسعود احمد بھٹی صاحب ابن مکرم احمد دین صاحب، مکرم حاجی محمد اکرم بیگ صاحب ابن مکرم چوہدری اللہ دتہ ورک صاحب، مکرم میاں لئیق احمد صاحب ابن مکرم میاں شفیق احمد صاحب، مکرم مرزا شابل منیر صاحب ابن مکرم مرزا محمد منیر صاحب، مکرم ملک مقصود احمد صاحب ابن مکرم احسن محمود صاحب، مکرم چوہدری محمد احمد صاحب ابن مکرم ڈاکٹر نور احمد صاحب، مکرم الیاس احمد اسلم قریشی صاحب ابن مکرم ماسٹر محمد شفیع اسلم صاحب، مکرم طاہر محمود احمد صاحب ابن مکرم سعید احمد صاحب، مکرم سید ارشاد علی صاحب ابن مکرم سید سمیع اللہ صاحب، مکرم نور الامین صاحب ابن مکرم نذیر نسیم صاحب، مکرم چوہدری محمد مالک صاحب چدھڑ ابن مکرم چوہدری فتح محمد صاحب، مکرم شیخ ساجد نعیم صاحب ابن مکرم شیخ امیر احمد صاحب، مکرم سید لئیق احمد صاحب ابن مکرم سید محی الدین صاحب، مکرم محمد اشرف بھلر صاحب ابن مکرم محمد عبداللہ صاحب، مکرم مبارک احمد طاہر صاحب ابن مکرم عبدالمجید صاحب، مکرم انیس احمد صاحب ابن مکرم صوبیدار منیر احمد صاحب، مکرم منور احمد صاحب ابن مکرم صوبیدار منیر احمد صاحب، مکرم سعید احمد صاحب ابن مکرم صوفی منیر احمد صاحب۔

حضور انور ایدہ اللہ نے ہر شہید کا مختصر تعارف کرواتے ہوئے اس کی مختلف خوبیوں اور خصائل حمیدہ اور خدمات دینیہ وغیرہ کا ذکر فرمایا۔ یہ تذکرہ بہت ہی دردانگیز اور دلوں پر گہرا اثر کرنے والا ہے۔ حضور نے بتایا کہ کس طرح شہداء نے غیر معمولی صبر، جرأت اور ہمت کے ساتھ راہ مولا میں جان نثار کی۔ حضور نے تمام شہداء کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ تمام شہداء قسم قسم کی خوبیوں کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں اور ان کی نیک خواہشات اپنے بیوی بچوں اور نسلوں کے لئے قبول فرمائے۔ حضور نے شہداء کے پسماندگان کے لئے بھی دعا کی کہ اللہ تعالیٰ سب کو صبر اور حوصلہ سے یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ کے آخر پر حضور نے ڈاکٹر محمد عارف صاحب ابن مکرم محمد صادق صاحب ننگلی درویش قادیان کا ذکر خیر فرمایا جو 13 جون کو 53 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ حضور نے مرحوم کی مختلف خدمات دینیہ اور ان کی خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کی۔

حضور ایدہ اللہ نے نماز جمعہ کے بعد مکرم سعید احمد صاحب شہید اور مکرم ڈاکٹر محمد عارف صاحب آف قادیان کی نماز جنازہ بھی پڑھائی۔

دعا کریں اور بہت دعا کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

’’جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ پاکستان کے حالات آج کل انتہائی ناگفتہ بہ ہیں۔ حکومت بھی بظاہر لگتا ہے کہ بالکل مجبور ہو چکی ہے، نہ ہونے کے برابر ہے اور ہر چیز دہشت گردوں اور شدت پسندوں کے ہاتھوں میں ہے۔ اسلام کا نام لے کر اسلام کے احکامات کے خلاف حرکتیں کی جارہی ہیں۔ اللہ کا رسولؐ تو یہ کہتا ہے کہ وہ مسلمان ہی نہیں ہے جس نے دوسرے مسلمان کو مارا اور یہاں ہر ایک دوسرے کو مارنے پر تلا ہوا ہے۔ ہر روز درجنوں جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ دہشت گردی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ کئی بچے یتیم ہو رہے ہیں، کئی عورتیں بیوہ ہو رہی ہیں۔ کئیوں کے سہاگ اجڑ رہے ہیں۔ لیکن ان کو کوئی سمجھ نہیں آ رہی کہ کیا ہو رہا ہے، کس طرف یہ لوگ جا رہے ہیں۔ تو دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور سمجھ دے۔

احمدیوں کا تو اس ملک کے قیام میں بھی حصہ ہے۔ احمدیوں کے خون اس ملک کے قیام کے وقت بھی بہے ہیں۔ احمدیوں کے خون اس ملک کی تعمیر میں بھی بہے ہیں۔ احمدیوں کے خون اس ملک کی حفاظت کے لئے بھی بہے ہیں۔ اور یہ وطن سے محبت کا تقاضا بھی ہے کہ ہم آج بھی اللہ تعالیٰ کے حضور جھکیں۔ کیونکہ اب جو حالات ہیں ویسے بھی ہمارے پاس اور کوئی طاقت نہیں جو ظلم کو روک سکیں۔ ظلم سے روکنے کے لئے ایک چیز جو ہمارے پاس ہے وہ دُعا ہے۔ اس لئے دُعاؤں کی طرف بہت زیادہ توجہ دیں۔............ دعا کریں اور بہت دعا کریں۔ حالات انتہائی خطرناک ہوتے چلے جا رہے ہیں حد سے زیادہ بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور جو بم پھٹتے ہیں یا گولیاں چلتی ہیں یا قتل ہوتے ہیں اس کے ردّعمل کے طور پر بجائے اس کے کہ غور و فکر کر کے کوئی حل سوچا جائے، کوئی عقلمندی سے پلاننگ کی جائے، اس کی بجائے پھر مار دھاڑ، توڑ پھوڑ اور تباہی کی طرف پھر توجہ ہو جاتی ہے اور مزید تباہیاں پھیلتی چلی جا رہی ہیں۔ درجنوں موتیں روزانہ ہو رہی ہیں۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے۔ عوام تو عموماً شریف ہیں، زیادہ تر عوام تو اس میں ملوث نہیں ہوتے لیکن جو شرارتی طبقہ ہے، جو ملک کی تباہی کے درپے ہے اگر ان کا یہی مقدر ہے کہ اُن میں عقل نہیں آنی، اللہ تعالیٰ کی یہی تقدیر ہے تو کم از کم پھر ان پر پکڑ جلدی آئے تا کہ یہ ملک محفوظ رہے اور شرفاء محفوظ رہیں اور بچے محفوظ رہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس ملک میں جلد امن قائم ہو جائے۔‘‘ (خطبہ جمعہ 28 دسمبر 2007ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دعا

یَا رَبِّ فَاسْمَعْ دُعَآئِیْ وَمَزِّقْ اَعْدَآئَکَ وَاَعْدَآئِیْ وَاَنْجِزْ وَعْدَکَ وَانْصُرْ عَبْدَکَ وَاَرِنَا اَیَّامَکَ وَشَھِّرْلَنَا حُسَامَکَ وَلَاتَذَرْ مِنَ الْکَافِرِیْنَ شَرِیْرًا (تذکرہ صفحہ:509) اے میرے ربّ! میری دعا سن اور اپنے اور میرے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور اپنا وعدہ پورا فرما اور اپنے بندے کی مدد فرما اور ہمیں اپنے (وعدوں کے) دن دکھا۔ اور اپنی تلوار ہمارے لئے سونت لے اور شریر کافروں میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ۔

ہمارا جُرم بس یہ ہے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں
کہ جب ہو گا اِسی اُمّت سے پیدا رہنما ہو گا

(کلام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

جنابِ مولوی تشریف لائیں گے تو کیا ہو گا
وہ بھڑکائیں گے لوگوں کو مگر اپنا خدا ہو گا

یہی ہو گا نا ۔ غصّہ میں وُہ ہم کو گالیاں دیں گے
سُنائیں گے وُہ کچھ پہلے نہ جو ہم نے سُنا ہو گا

ہم اُن کی تلخ گفتاری پہ ہرگز کچھ نہ بولیں گے
جو بگڑے گا تو اُن کا مُنہ ۔ ہمارا حرج کیا ہو گا

وُہ کافر اور مُلحِد ہم کو بتلائیں گے مِنبر پر
ہمارے زَندقہ کا فتویٰ سب میں بَرملا ہو گا

کہیں گے قتل کرنا اس کا جائز بلکہ واجب ہے
جو اِس کو قتل کر دے گا وُہ محبوب خُدا ہو گا

جو اس کا مال لُوٹے گا وہ ہو گا داخلِ جنّت
جو حملہ اس کی عِزّت پر کرے گا باصفا ہو گا

جو اِس کے ساتھ چُھو جائے اَچُھوتوں کی طرح ہو گا
جو اِس سے بات کر لے گا وہ شیطاں سے بُرا ہو گا

ہر اِک جاہل یہ باتیں سُن کے بھر جائے گا غصّہ سے
ہمارے قتل پر آمادہ ہر چھوٹا بڑا ہو گا

وُہ جن کے پیار و اُلفت کی قسم کھاتے تھے ہم اب تک
ہر اِک اُن میں سے کل پیاسا ہمارے خُون کا ہو گا

تعلّق چھوڑ دیں گے باپ ماں بھائی برادر سب
جو اب تک یارِ جانی تھا وُہ کل ناآشنا ہو گا

وُہ جس کی صحبت و مجلس میں دن اپنے گزرتے تھے
ہمارے ساتھ اس کا کل سُلُوکِ ناروا ہو گا

ہماری سنگباری کے لئے پتھر چُنیں گے سب
کمر میں ہر کس و ناکس کے اِک خنجر بندھا ہو گا

اَکابِر جمع ہو کر بھنگیوں کے گھر بھی جائیں گے
کہیں گے گر کرو گے کام اِن کا تو بُرا ہو گا

اگر سَودے کی خاطر ہم کبھی بازار جائیں گے
ہر اک تاجر کہے گا جا مِیاں ! ورنہ بُرا ہو گا

ہمارے واسطے دُنیا بنے گی ایک ویرانہ
سِوا اُس یارِ جانی کے نہ کوئی دُوسرا ہو گا

ہمیں وُہ ہر طرف سے ڈھانپ لے گا اپنی رحمت سے
جو آنکھوں میں بَسا ہو گا تو دِل میں وُہ چُھپا ہو گا

تبھی توَحِید کا بھی لُطف آئے گا ہمیں صاحِب
زمیں پر بھی خدا ہو گا فلک پر بھی خُدا ہو گا

سمجھتے ہو کہ یہ سب کچھ ہمارے ساتھ کیوں ہو گا؟
یہ ظُلمِ ناروا کس وجہ سے ہم پر روا ہو گا؟

ہمارا جُرم بس یہ ہے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں
کہ جب ہو گا اِسی اُمّت سے پیدا رہنما ہو گا

نہ آئے گا مُسلمانوں کا رہبر کوئی باہر سے
جو ہو گا خود مُسلمانوں کے اندر سے کھڑا ہو گا

ہمارے سیّد و مَولا نہیں مُحتاج غیروں کے
قیامت تک بس اب دورہ اُنہی کے فیض کا ہو گا

جو اپنی زندگی اُن کی غُلامی میں گزارے گا
بنے گا رہنمائے قوم فَخْرُ الاَنْبِیَا ہوگا

(مطبوعہ اخبار روزنامہ الفضل 20 جون 1966ء۔ ربوہ۔ پاکستان)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 99

90ء کی دہائی کے بعض مخلص احمدی (2)

مکرم جمال اغزول صاحب

مراکش سے تعلق رکھنے والے اس نیک اور صالح نوجوان کو اکیس سال کی عمر میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔اس وقت سے لے کر آج تک تبلیغ میں پیش پیش ہیں۔انٹرنیٹ پر ایک چیٹ روم کے ذریعہ اکثر تبلیغ کرتے رہتے ہیں جس سے کئی سعید روحوں کو ہدایت نصیب ہو چکی ہے۔علمی اور ادبی ذوق ہونے کی وجہ سے رسالہ التقویٰ میں متعدد اداریئے اور مضامین بھی لکھے۔ پروگرام لقاء مع العرب کا یہ ایک شیریں ثمر ہیں۔آیئے ان سے ان کے احمدیت کی طرف سفر کا حال سنتے ہیں۔

قبول احمدیت سے پہلے کے دینی رجحانات

مکرم جمال اغزول صاحب آف مراکش بیان کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ میں شمولیت سے قبل میرا تعلق اہل سنت جماعت سے تھا جس کا یہ دعویٰ تھا کہ صرف ان کا اعتقاد ہی قرآن وسنت پر مبنی ہے،اور دینی امور میں صرف ان کا فہم آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کے فہم کے مطابق ہے۔اس تصور نے جہاں مجھے دیگر دینی جماعتوں کی طرف مائل ہونے سے روکے رکھا وہاں یہ دینی مسائل کے بارہ میں مختلف انداز فکر اور آراء کو موضوعِ بحث لانے میں بھی حائل رہا۔اس اعتقاد کے باوجود میرے ذہن میں کئی سوالات اٹھتے تھے جن کا ہمارے طرز فکر میں کوئی جواب نہ تھا۔شاید یہی وہ امور تھے جو میرے جماعت کی طرف آنے کا سبب بن گئے۔

”احیاء“ کا مضمون اور میرے احیاء کا آغاز

مجھے جماعت احمدیہ کے بارہ میں کچھ علم نہ تھا۔ ایک دن خلیجی ممالک سے شائع ہونے والے ایک رسالہ ”إحياء التراث العربي الإسلامي“ میں جماعت کے بارہ میں ایک مضمون پڑھا جس میں بہت ہی غلط تصویر پیش کی گئی تھی اور جماعت کو بہائیت کے مشابہ قرار دیا گیا تھا۔

بہر حال اس وقت چونکہ مجھے جماعت میں کسی قسم کی دلچسپی نہ تھی اس لئے کوئی خاص توجہ نہ دی۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ایک دن ایک ٹی وی چینل پر میں نے احمدیت،قادیان اور مرزا غلام احمد کے الفاظ سنے تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ وہی جماعت ہے جس کے بارہ میں میں نے عربی مجلّہ میں مضمون پڑھا تھا۔اس وقت میرے ذہن میں جماعت کی منفی تصویر تھی جس کا مطلب یہی تھا کہ اس جماعت سے محتاط رہنا ہی درست راستہ ہے۔اس کے باوجود اس چینل پر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خطبات سننے لگا۔ان خطبات کوسن کر آہستہ آہستہ میرے ذہن میں موجود احمدیت کی تصویر بدلنے لگی۔اس کے بعد پروگرام لقاء مع العرب شروع ہوا تو گہرے علمی او ردینی موضوعات پر سیر حاصل بحث او رپُر معارف و پُر حکمت کلام نے مجھے جماعت کے بارہ میں تحقیق کرنے پر مجبور کر دیا۔

میں نے جماعت کے اصول اور عقائد کا مطالعہ شروع کر دیا۔ یہ باتیں ایک جگہ لکھی ہوئی تو نہ تھیں تاہم مَیں لقاء مع العرب میں مختلف مسائل اور دینی امور کی شرح کے دوران استعمال ہونے والی منطق سے خود ہی ان اصولوں کو اخذ کر لیتا تھا اور پھر ان کو دیگر مسائل پر لاگو کر کے دیکھتا تو حیرت انگیز منطقی اور دل کو لگنے والا نتیجہ نکلتا تھا۔ کچھ عرصہ تک اپنے اس طرز تفکیر کے مطابق جب جماعتی افکار او رعقائد کو درست پایا تو بعض ایسے امور جن کے سمجھنے سے قاصر تھا کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے خط وکتابت شروع کی۔حضور انور نے میرے ایک ایک استفسار پر پُر حکمت معارف کے دریا بہا دیئے۔میرے کئی غلط تصورات کی تصحیح ہوگئی اور دل میں اٹھنے والے تمام سوالوں کا جواب مل گیا۔

مغز اور چھلکا

اسی عرصہ میں مجھے مرکز سے تفسیر کبیر جلد اول کے ترجمہ کا تحفہ ارسال کیا گیا۔میں نے جب اس تفسیر کو پڑھا اور اس کا دیگر تفاسیر سے موازنہ کیا تو زمین وآسمان سے بھی زیادہ کا فرق نکلا۔ یہاں الٰہی علوم اور حکمتوں کی کُنہ کا بیان تھا اور شریعت کے مغز کا خلاصہ تھا جبکہ دیگر تفاسیر میں محض چھلکے پر اکتفاء کیا گیا تھا۔اس تفسیر کے مطالعہ نے میرے دل میں اسلام کی ایسی حسین تصویر پیش کی کہ جو روح تک اترتی چلی گئی۔

استخارہ اور شیخ قاسمی کا خطبہ

1995ء کے آخر کی بات ہے کہ میں نے دینی معاملہ میں کوئی قدم اٹھانے سے قبل استخارہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ایک روز بعد ہی جمعہ کی صبح جب میں بیدار ہوا تو میری زبان پر کچھ دعائیہ کلمات تھے۔میں نے اس سے یہی سمجھا کہ مجھے خدا تعالیٰ سے دعا کرنے کی ضرورت ہے تا کہ وہ خود میری صحیح راستہ کی طرف راہنمائی کرے ۔ چنانچہ میں نے بڑے تضرع اور ابتہال کے ساتھ دعا شروع کر دی۔

اسی روز جمعہ کی نماز پڑھنے گیا تو ہماری مرکزی مسجد کے مولوی شیخ قاسمی نے خطبہ جمعہ کے آخر پر ایک شخص کے رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ شخص رؤیا کی تعبیر کرنے پر اصرار کر رہا ہے۔اس کا بیان ہے کہ اس نے یہ رؤیا بار بار دیکھا ہے اور جاننا چاہتا ہے کہ اس کا مطلب کیا ہے۔اس شخص نے رؤیا میں دیکھا کہ طوفان نوح برپا ہے اور کشتیٔ نوح پر لوگ جوق در جوق سوار ہو رہے ہیں۔اس کشتی پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے اور ایک شخص لوگوں کو اس میں سوار ہونے کیلئے بلا رہا ہے۔ بعد میں پتہ چلتا ہے کہ یہ شخص مسیح ابن مریم علیہ السلام ہے۔

شیخ قاسمی نے اس رؤیا کو بیان کرنے کے بعد کہا کہ یہ ناممکن ہے کہ اس کشتی پر کھڑے ہو کر بلانے والا شخص مسیح ابن مریم ہو کیونکہ یہ زمانہ حضرت محمد ﷺ کا زمانہ ہے۔لہٰذا نوح علیہ السلام کی کشتیٔ نجات مسیح علیہ السلام کی ملکیت نہیں ہو سکتی۔ پھر اس نے کہا کہ یہ درست ہے کہ آنحضرت ﷺ نے آخری زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی بشارت دی ہے لیکن ان کے نزول سے پہلے تو دجال اور یاجوج وماجوج نے آنا ہے اور ان باتوں کے ظہور میں ابھی بہت وقت پڑا ہے۔

مجھے وہیں بیٹھے ہی یہ احساس ہو گیا کہ شیخ قاسمی کو اس رؤیا کی تعبیر سمجھ نہیں آئی جبکہ مجھے سمجھ آ گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی حدیث ہے کہ اَلْمُؤمِنُ یَرٰی اَوْیُرَی لَہٗ ، یعنی مومن کبھی خود رؤیا دیکھتا ہے اور کبھی اس کے بارہ میں کسی اور کو دکھایا جاتا ہے۔چونکہ میں نے دو روز قبل ہی استخارہ کیا تھا اس لئے مجھے یقین ہو گیا کہ اس رؤیا میں میرے لئے واضح پیغام تھا۔نماز جمعہ کے بعد میں واپس آتے ہوئے یہی سوچتا رہا کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے دعویٰ کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور مولویوں کے اقوال کی بنا پر ان کی تکذیب کرنا سراسر انصاف سے دور بات ہے۔ان خیالات اور سوچوں نے مجھے بیعت کا مرحلہ طے کرنے پر آمادہ کر دیا۔

نومبر 1995ء میری روحانی ولادت کا مہینہ تھا جب میں یکسر بدل گیا تھا اور میں نے بیعت کا خط حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں ارسال کر دیا جس کا جواب مجھے 30 دسمبر 1995ء کو ملا جس سے دل میں ٹھنڈک پڑ گئی۔اس خط کے بعد میں نے اپنی تمام تر کوششیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل کرنے اور شرائط بیعت کو کماحقہ اپنے اوپر لاگو کرنے میں صرف کر دیں۔

ایک پادری سے گفتگو

میں نے کئی بار رؤیا میں دیکھا کہ ایک پادری کچھ نوجوانوں کو عیسائیت کی تعلیم دے رہا ہے۔ بار بار دیکھنے کی وجہ سے مجھے اس پادری کی شکل صورت یاد ہو گئی تھی۔ مجھے فکر لاحق ہونی شروع ہوئی کہ اس میں نہ جانے میرے لئے کیا پیغام ہے۔انہی دنوں میرے والد صاحب کے ایک دوست کی وفات ہو گئی اور میں تعزیت کرنے کیلئے چلا گیا۔وہاں پہنچا تو سنا کہ لوگ تعزیت کے بعد اس موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ کیا شرک پہلے تھا یا توحید۔ میں نے تعزیت کے بعد کہا کہ توحید ہی ازلی ابدی سچائی ہے اور شرک کی جو شکلیں ہیں وہ توحید کے معانی کو بگاڑنے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں، جیسے عیسائیت شروع تو توحید سے ہوئی تھی لیکن اب تین خداؤں کا تصور پیش کرتی ہے اور ایک انسان کو خدا بنا لیا ہے۔ میرا یہ کہنا تھا کہ مجھے فصحیٰ عربی میں کسی نے کہا کہ ہم تین نہیں ایک خدا کے قائل ہیں۔ میں نے دیکھا تو فوراً پہچان گیا کہ یہی تو وہ پادری ہے جسے میں اکثر رؤیا میں دیکھتا ہوں کہ وہ عیسائیت کی تبلیغ کر رہا ہے۔ کسی نے کہا کہ یہ پروفیسر ولیم ہیں جو انسٹیٹیوٹ آف سٹڈیز اینڈ ٹرانسلیشن میں استاذ ہیں۔اس نے مزید کہا کہ آج کی عیسائیت دراصل وہی ہے جو یسوع مسیح لے کر آئے تھے۔ میں نے کہا کہ اگر یہ وہی عیسائیت ہے تو اقانیم ثلاثہ یا اُلوہیت مسیح کے الفاظ انجیل سے مجھے نکال دیں۔اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور اس کے بعد ایک لفظ بھی نہ بولا۔ جب میں اس مجلس سے واپس آنے لگا تو یہ پادری میرے پیچھے پیچھے آیا اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا کہ تثلیث کا مطلب یہ نہیں کہ تین خدا ہیں اور پھر عقل سے دور تشریحات شروع کر دیں کہ تین سے کیا مراد ہے ۔ بہر حال اس واقعہ کے بعد مجھے پتہ چلا کہ حکومت نے ان کو اس ملک سے نکال دیا ہے کیونکہ یہ شخص بظاہر یہاں پر ایک استاد کی حیثیت سے کام کر رہا تھا جب کہ خفیہ طور پر اینگلیکن چرچ کے مبلغوں کے انچارج کے فرائض سرانجام دے رہا تھا۔

خلیفۂ وقت کی دعاؤں کے ثمرات

میں اکیلا احمدی تھا اور دعائیں کرتا تھا کہ میرے ملک کے لوگوں کو بھی خدا تعالیٰ اس سچائی کو قبول کرنے کی توفیق دے۔اس سلسلہ میں مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں خط بھی لکھا جس کے جواب میں حضور نے اپنے خط مؤرخہ 25 جنوری 1996ء میں مجھے فرمایا تھا کہ مجھے خدا تعالیٰ سے بہت امید ہے کہ وہ آپ کو بہت سارے ثمرات طیبہ عطا فرمائے گا۔ اور آج حضور کی ان دعاؤں کے ثمرات میرے ارد گرد موجود ہیں۔اللہ کے فضل سے اب میرے ملک میں ہی بہت سے احمدی ہو گئے ہیں۔

میرا نئے احمدیوں کو یہی پیغام ہے کہ اپنے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کریں ان سے دعائیں لیں کیونکہ انہی دعاؤں کے طفیل وہ خدا کے فضل اور رحمتوں کے وارث بنیں گے اور روحانیت میں ترقیات نصیب ہوں گی۔

مکرمہ فاہمی غزلان صاحبہ

پروگرام لقاء مع العرب کا ایک اور ثمرہ اور آسمانی راہنمائی کی ایک اور مثال ایک ایسی خاتون جس نے اپنے جیسی کئی اور احمدی بہنوں کی طرح تنِ تنہا سفر شروع کیا اور ہر طرح کی مخالفت کا مقابلہ کرتے ہوئے محض دعاؤں سے اور احمدیت کے نور سے منور ہو کر اپنے اعلیٰ اخلاق سے اپنے خاوند اور دیگر اہل خاندان کو بھی احمدیت کی نعمت سے آشکار کروایا۔ان کا خاندان مراکش میں احمدیت کی شناخت بن گیا اور آج خدا کے فضل سے ان کے خاوند جماعت احمدیہ مراکش کے صدر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دینے کی توفیق پا رہے ہیں۔آیئے ان سے ان کی احمدیت قبول کرنے کی داستان سنتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی عجیب حکمتیں

مکرمہ فاہمی غزلان صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ شاید سب سے بڑی بات جو میں نے جماعت احمدیہ کی آغوش میں آنے سے سیکھی وہ خدا تعالیٰ کی تقدیر اور مختلف امور میں اس کی حکمتوں کا پوشیدہ ہونا ہے۔انہی حکمتوں میں سے شاید ایک یہ بھی تھی کہ 1994ء میں جب سیٹلائٹ ڈش عام ہونی شروع ہوئی تو تمام دنیا کو اس کھڑکی کے راستے دیکھنے کیلئے ہم نے بھی اپنے گھر میں ڈش لگوا لی۔ایک دن ایک ٹی وی چینل پر میں نے سفید عمامہ والے ایک شخص کو دیکھا جس کے ارد گرد چند

مرد اور عورتیں بیٹھی تھیں۔ یہ شخص انگریزی میں اسلامی امور کے بارہ میں بات کر رہا تھا اور ایک عربی شخص بڑی روانی سے ترجمہ کرتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس مجلس کے سامعین ایک عجیب کیفیت میں یہ کلام سن رہے تھے۔ میں نے اس پروگرام کو روزانہ دیکھنا شروع کر دیا۔ شروع شروع میں تو بڑی متعجب ہوتی تھی کہ ایک عجمی شخص اچھے خاصے پڑھے لکھے عربوں کو دین کی باتیں سکھا رہا ہے، اور اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ تھی کہ جب یہ شخص پروگرام میں آتا تو حاضرین عجیب عقیدت کے ساتھ اس کے ہاتھ چومتے، اور کبھی اس کو امیر المؤمنین اور کبھی خلیفہ کے نام سے بلاتے۔ میں نے دیکھا کہ ان کی اکثر باتیں عیسیٰ علیہ السلام اور مسیح موعود و مہدی معہود کی بعثت کے گرد گھومتی تھیں۔

ہمارے مقامی وقت کے مطابق یہ پروگرام 4 سے 5 بجے شام نشر ہوتا تھا جو میرے لئے بہت مناسب وقت تھا۔ میں نہ چاہتے ہوئے بھی آہستہ آہستہ اس پروگرام کا حصہ بنتی گئی اور روزانہ اپنا کام ختم کر کے اپنے ان مہمانوں کے استقبال کے لئے ٹی وی کے سامنے بیٹھ جاتی اور ان کی باتیں سنتی۔ سفید عمامہ والے اس شخص کے ہونٹوں پر اکثر مسکراہٹ رہتی لیکن کبھی کبھی وہ بولتے بولتے آبدیدہ بھی ہو جاتے، اور حاضرین مجلس کا ان کے ساتھ ایسا تعلق تھا کہ ان کی آنکھیں بھی آنسوؤں سے بوجھل ہو جاتیں۔ آہستہ آہستہ میرا بھی ان کے ساتھ کچھ ایسا رشتہ قائم ہو گیا کہ انگریزی سمجھ نہ آنے کے باوجود جب یہ روتے تو میں ان کے ساتھ رو پڑتی اور اگر یہ ہنستے تو میں بھی بے اختیار ہنس دیتی، جبکہ اس کا سبب مجھے ترجمہ سننے کے بعد معلوم ہوتا تھا۔

جماعت کے ساتھ خط و کتابت

اس پروگرام کے آخر میں جماعت کے ساتھ رابطے کا ایڈریس دیا جاتا تھا جس پر میں نے ایک سوال پر مشتمل خط لکھا کہ آپ کون لوگ ہیں؟ کچھ ہی انتظار کے بعد مجھے فرنچ ڈیسک کے انچارج مکرم عبد الغنی جہانگیر صاحب کی طرف سے اس کا جواب موصول ہوا جس میں جماعت کے تعارف پر مبنی بعض کتب اور پمفلٹس تھے۔ میں سوچتی تھی کہ اسلام اس وقت بہت کمزوری کی حالت میں ہے، لیکن اس مواد کو پڑھ کر مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو اسی حالت میں ہرگز نہیں رہنے دے گا بلکہ اس دور میں یہ لوگ اسلام کے چہرہ سے بدعات اور غلط مفاہیم کا گرد و غبار صاف کرنے کے لئے اٹھے ہیں۔

تحقیق کی ابتدا

ان کتب اور پمفلٹس کے مطالعہ کے بعد میں ان خیالات کو لے کر اپنی ایک سہیلی کے پاس گئی جس کے والد امام مسجد تھے اور وہ خود بھی کافی دیندار عورت تھی۔ لیکن جماعت احمدیہ کے نام سے اسے کچھ واقفیت نہ تھی اس لئے میں نے اس کے والد صاحب سے پوچھا تو انہوں نے جماعت کا تعارف کچھ اس طرح کروایا کہ یہ تو قادیانی جماعت ہے اور استعماری طاقتوں اور یہودی سازش کا نتیجہ ہے۔ اس جماعت کو اسلام کی تباہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ وہاں سے لوٹتے ہوئے میری اس سہیلی نے مجھے تنبیہ کی کہ ان کا چینل دیکھنا گناہ ہے اور جو اسے سنتا یا دیکھتا ہے یا اس جماعت میں شامل ہوتا ہے وہ کافر ہے۔

میں نے سوچا کہ اس معاملہ میں کسی قدر تحقیق کر لینی چاہئے۔ چنانچہ میں نے لائبریری میں جا کر احمدیت کے بارے میں دریافت کیا تو کسی کو کچھ علم نہ تھا لیکن جونہی میں نے قادیانی جماعت کہا تو میرے مخاطب نے فوراً ایسا سمجھ کر کچھ کتب دیں جن میں سے سب سے اہم کتاب: ''موقف الأمة الإسلامية من القاديانية'' تھی۔ اس کتاب کا کوئی ایک مؤلف نہ تھا بلکہ علماء کی ایک جماعت تھی جن میں سے ہر ایک کا نام 'مولوی' یا 'مولانا' سے شروع ہوتا تھا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ ضرور اس کتاب میں مجھے ساری معلومات مل جائیں گی۔ میں نے بڑی دلچسپی اور بے صبری کے ساتھ یہ کتاب پڑھی۔ کتاب میں تمام باتیں باحوالہ کی گئی تھیں اور یہ اسلوب مجھے پسند تھا اس لئے کتاب پڑھنے کے بعد میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے اس جماعت کے شر سے بچا لیا، کیونکہ اس کتاب کے مطابق ان لوگوں سے بُرا اور شرانگیز اور ان سے زیادہ بڑا کافر شاید دنیا میں کوئی نہیں۔ بہر حال میں نے دل میں عزم کر لیا کہ اب میں اس پروگرام کو کبھی نہیں دیکھوں گی۔

میرے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا

جب سہ پہر کے چار بجے اور لقاء مع العرب پروگرام کا وقت ہوا تو میرا دل اس پروگرام کو دیکھنے کے لئے بے قابو ہونے لگا۔ میں اپنے کئے ہوئے عزم کے سامنے شرمندہ ہونے لگی۔ بالآخر مجھے پروگرام دیکھنے کے لئے مضبوط دلیل مل گئی۔ میں نے کہا کہ میں اس لئے پروگرام دیکھتی ہوں کہ تا کہ ان کی غلطیاں پکڑ کر ان کی اصلاح کی کوشش کروں کیونکہ یہ بیچارے بڑی غلطی میں پڑے ہوئے ہیں۔ دل کو سمجھا کے جب ٹی وی آن کیا اور میری پہلی نظر اس سفید عمامہ والے شخص پر پڑی تو میرے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا اور میرے دل کی دھڑکن اس شخص کی باتوں کی نغمگی پر اوپر نیچے ہونے لگی۔ مجھے انگریزی زبان کی اس گفتگو میں سے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا اس کے باوجود میری یہ کیفیت تھی۔ پھر جب ترجمہ سنا تو میں نے کہا ناممکن ہے کہ یہ لوگ ویسے ہوں جس طرح اس کتاب میں لکھا گیا ہے۔

بہر حال میں نے اس کتاب میں سے سب سے زیادہ مضبوط اور چبھنے والے اعتراضات یکے بعد دیگرے لقاء مع العرب میں بھیجنے شروع کئے۔ لیکن جب بھی کوئی اعتراض اس کتاب کی بازاری اور گری ہوئی زبان اور لہجہ میں لکھنے لگتی تو اس سفید عمامہ والے شخص کی صورت ذہن میں آ جاتی اور میرے تن بدن میں ایک جھرجھری سی آ جاتی اور مجبوراً مجھے اعتراضات کی زبان نرم کرنی پڑتی۔ اس شخص کی شخصیت کا مجھ پر اس قدر اثر تھا کہ باوجود اختلاف کے میں جب بھی کوئی اعتراض بھیجتی تو اس کو امیر المؤمنین اور حضرة الخليفة کے نام سے ہی مخاطب کرتی۔

عجیب لوگ

جس بات نے میرے اکثر بت توڑے یہ تھی کہ جب بھی حضور کے سامنے میرے اعتراضوں میں سے کوئی اعتراض پیش کیا جاتا تو حضور تبسم فرماتے اور کہتے کہ بہت اچھا سوال ہے، اور بعض اوقات فرماتے کہ جس نے یہ اعتراض بنایا ہے اس کا بھی شکریہ کہ اس کی وجہ سے ہمیں بعض ایسے امور بیان کرنے کی توفیق مل جاتی ہے جن کی طرف عام حالات میں خیال نہیں جاتا۔ اس بات نے میرے اندر زلزلہ برپا کر دیا کہ یہ کیسے لوگ ہیں جن کو چبھتا ہوا اعتراض تبسم پر مجبور کر دیتا ہے اور معترض پر لعن طعن کرنے کی بجائے اس کا شکریہ ادا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ان کے دل کس قدر کشادہ ہیں اور ان کی قوتِ برداشت کس قدر عظیم ہے۔

ایک اور بات جس نے مجھے بہت زیادہ متاثر کیا کہ حضور انورؒ جب کلام فرماتے تو ایسے لگتا تھا کہ علم کا ایک سمندر ہے جو موجوں کی صورت کناروں سے چھلکا جا رہا ہے، کیونکہ حضور بولنا شروع کرتے اور بعض اوقات پورا گھنٹہ بولتے چلے جاتے حتی کہ بعض اوقات حلمی صاحب کو درخواست کرنی پڑتی کہ مجھے ترجمہ کے لئے کچھ وقت دے دیں تا کہ لمبے ترجمہ کی وجہ سے کچھ رہ نہ جائے۔

مجھے یاد ہے کہ میں نے سلیمان علیہ السلام کا قصہ دیگر تفاسیر میں پڑھا ہوا تھا اور میری عقل اس کو قبول کرنے کیلئے تیار نہ تھی۔ یہ حقیقت سے دور ایک دیومالائی داستان معلوم ہوتی تھی۔ میں نے یہ سوال بھی حضور انور کی خدمت میں ارسال کر دیا۔ اس پر حضور انور کا جواب میرے اندر کی تڑپ اور اضطراب پر برد و سلام بن کر نازل ہوا۔ اور اس سوال کے جواب کے آخر پر میں نے اپنے آپ سے کہا کہ اب تیری ساری دعاؤں اور تضرعات کی قبولیت کا وقت آ گیا ہے، اب تیرے احمدی ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ اس کے باوجود میں اپنے دل کے ہر شک کو مٹا دینا چاہتی تھی۔

استخارہ اور رؤیا

حضور انور کی بات گو کہ مدلل اور مطمئن کرنے والی ہوتی تھی اس کے باوجود تقریباً ہر پروگرام میں ہی استخارہ کرنے اور خدا تعالیٰ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کے بارہ میں دعا کرنے کی طرف ہی توجہ دلاتے تھے۔ چنانچہ میں نے استخارہ شروع کیا اور خواب میں دیکھا کہ ایک وسیع علاقے میں لمبا اور بہت بڑا خیمہ لگا ہوا ہے۔ اس خیمہ میں ایک شخص بہت غمزدہ اور حزین بیٹھا ہوا ہے۔ اتنے میں ایک شخص اس کے پاس آتا ہے اور پوچھتا ہے تم اتنے دکھی کیوں ہو؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں، میں لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف بلاتا ہوں لیکن لوگ میری تصدیق نہیں کرتے۔ اس پر سوال کرنے والا شخص اسے کہتا ہے کہ میں تیری تصدیق کرتا ہوں، میں محمد رسول اللہ ہوں۔ اس رؤیا کے بعد میں نے کہا اب جو ہونا ہے ہو جائے، اب مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے فوراً بیعت کر لی اور بیعت کے ساتھ ہی پردہ کرنا بھی شروع کر دیا۔

مخالفت کی ابتدا

سب سے زیادہ مخالفت میرے خاوند کی طرف سے ہوئی۔ حالانکہ میرے خاوند دین سے دور صرف نام کے مسلمان تھے۔ میرے خاوند ہر معاملہ میں اس کے سپیشلسٹ سے مشورہ کے قائل تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر بیماری کے علاج کے سلسلہ میں لوگ ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں تو دینی امور کے سلسلہ میں فقہاء کی رائے ہی معتبر ہوگی۔ چنانچہ میرے بارہ میں رائے لینے کے لئے وہ مولویوں اور فقہاء کے پاس جا پہنچے جنہوں نے مشورہ دیا کہ جیسے تیسے وہ مجھے احمدیت سے واپس لانے کی کوشش کریں۔ چنانچہ میرے خاوند اس کے بعد ہر معاملے میں میری مخالفت کرنے لگے۔ میرا ردّ عمل یہ تھا کہ میں ان کے لئے رو رو کر دعا کرنے لگی۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے میری دعائیں سنیں اور میرے خاوند کو بھی اللہ تعالیٰ نے بیعت کرنے کی توفیق عطا فرما دی جس کے بعد وہ خدا کے فضل سے بہترین خادم دین بن گئے۔

بڑا خیمہ

2000ء میں ہم نے جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کی سعادت پائی۔ یہاں آ کر احمدیوں سے مل کر مجھے پتہ چلا کہ یہاں تو ہر چیز ہی میرے تصور سے کہیں بڑھ کر ہے۔ جب جلسہ گاہ میں بڑا خیمہ دیکھا تو مجھے اپنا رؤیا یاد آ گیا۔ یہ ہو بہو وہی خیمہ تھا جس میں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اکیلے بیٹھے ہوئے دیکھا تھا اور آنحضرت ﷺ نے آپ کو آ کر فرمایا تھا کہ میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔ یہ بات میرے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ثابت ہوئی۔

حضور انور سے ملاقات

حضور انور سے فیملی ملاقات سے قبل عالمی بیعت میں شرکت کے ذریعہ حضور انور کے ساتھ روحانی تعلق کا ایک عجیب رنگ ہو گیا تھا۔ وہ ایک ایسا تجربہ تھا جس میں ایک وقت ایسا آیا کہ الفاظ وکلمات کی حدوں سے بہت آگے دل کی دھڑکن اور ہچکیوں اور تضرعات و ابتہالات کی زبان بولی جانے لگی جسے سمجھنے کے لئے کسی ترجمان کی ضرورت نہ تھی۔

اس کے بعد حضور انور سے ہماری فیملی ملاقات ہوئی۔ میں قبل ازیں ان لوگوں پر رشک کیا کرتی تھی جنہوں نے آنحضرت ﷺ کا زمانہ پایا، آپ کی باتیں سنیں اور آپ سے دعائیں لیں۔ لیکن جب حضور انور کے پاس ملاقات کے دوران بیٹھے تو مجھے اولین کی کیفیات اور روحانی لذتوں کا کچھ ادراک ہو گیا۔ حضور انور نے مجھ سے احمدیت کی طرف سفر کی تفصیلات سماعت فرمائیں اور پھر ہمیں دعاؤں سے مالا مال کر کے رخصت فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ سے ملاقات

2006ء میں ہمیں ایک بار پھر جلسہ سالانہ برطانیہ میں شرکت کی توفیق ملی۔ اب کی بار حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ تو نہیں تھے اور آپ سے جدائی کا غم بھی غالب تھا نیز یہ بھی احساس تھا کہ خلیفہ رابعؒ کے ساتھ تو تعارف تھا، نہ جانے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کیسی ہوگی۔ لیکن جونہی ہم حضور انور سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اور میری پہلی نظر آپ کے چہرہ مبارک پر پڑی میرا دل مسرت و اطمینان سے بھر گیا۔ حضور انور نے اتنے پیار اور شفقت کا سلوک فرمایا کہ مجھے ایسے لگا جیسے ہمارا حضور انور کے ساتھ کئی سالوں سے بہت گہرا تعارف ہے۔ شاید یہ صرف خلافت کا ہی خاصہ ہے اور یہ اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کی علامت ہے کیونکہ دلوں کو ایک شخص کے دل و نظر کے ساتھ سوائے خدا تعالیٰ کی ذات کے اور کوئی نہیں باندھ سکتا۔ یہ ایسی نعمت ہے جس کے ساتھ جڑے رہنے اور اس کے جاری و ساری رہنے کے لئے ہر احمدی کو دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔

(باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

لاہور کی احمدیہ مساجد پر حملہ کے نتیجہ میں شہید اور زخمی ہونے والوں کی جرأت و بہادری، عزم و ہمت اور ان کے پسماندگان کے صبر و استقامت کے عظیم الشان اور درخشندہ نمونے۔ شہدائے لاہور کی قربانیوں کا دلگداز تذکرہ۔

یہ صبر و رضا کے پیکر اپنے زخموں اور ان سے بہتے ہوئے خون کو دیکھتے رہے لیکن زبان پر حرفِ شکایت لانے کی بجائے دعاؤں اور درود سے اپنی اس حالت کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بناتے رہے۔

احمدی خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ صبر اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد مانگنے والے اور اس کی پناہ میں آنے والے لوگ ہیں۔ خلافت کے جھنڈے تلے جمع ہونے والے لوگ ہیں۔ یہ اس مسیح کے ماننے والے ہیں جو اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو دنیا میں رائج کرنے آیا تھا

ہمارا کام صبر اور دعا سے کام لینا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہر احمدی اس پر کاربند رہے گا

احمدیوں کے خلاف دھشتگردی کو قانون کا تحفظ حاصل ھے

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔ اور رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِی کی دعائیں پڑھیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت دعائیں کریں۔

ان جانے والے ہیروں کو اللہ تعالیٰ نے ایسے چمکدار ستاروں کی صورت میں آسمان اسلام اور احمدیت پر سجا دیا جس نے نئی کہکشائیں ترتیب دی ہیں۔

نارووال میں مکرم نعمت اللہ صاحب کو چھریوں کا وار کر کے شہید کر دیا گیا

شہدائے لاہور اور مکرم نعمت اللہ صاحب کی نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 04 / جون 2010ء بمطابق 04 / احسان 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ۔ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ (حم سجدہ:31 تا 33)

یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے۔ پھر استقامت اختیار کی، ان پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کھاؤ اور اس جنت (کے ملنے) سے خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔ ہم اس دنیاوی زندگی میں بھی تمہارے ساتھ ہیں اور آخرت میں بھی۔ اور اس میں تمہارے لئے وہ سب کچھ ہوگا جس کی تمہارے نفس خواہش کرتے ہیں اور اس میں تمہارے لئے وہ سب کچھ ہوگا جو تم طلب کرتے ہو۔ یہ بخشنے والے اور بے انتہا رحم کرنے والے خدا کی طرف سے بطور مہمانی کے ہوگا۔

یہ ترجمہ ہے ان آیات کا جو میں نے تلاوت کی ہیں۔

ہر ہفتہ میں ہزاروں خطوط مجھے آتے ہیں جنہیں میں پڑھتا ہوں، جن میں مختلف قسم کے خطوط ہوتے ہیں۔ کوئی بیماری کی وجہ سے دعا کے لئے لکھ رہا ہوتا ہے۔ عزیزوں کے لئے لکھ رہا ہوتا ہے۔ شادیوں کی خوشیوں میں شامل کر رہا ہوتا ہے۔ رشتوں کی تلاش میں پریشانی کا اظہار کر رہا ہوتا ہے۔ کاروباروں اور ملازمتوں کے بابرکت ہونے اور دوسرے مسائل کا ذکر کر رہا ہوتا ہے۔ امتحانوں میں کامیابیوں کے لئے طلباء لکھ رہے ہوتے ہیں، ان کے والدین لکھ رہے ہوتے ہیں۔ غرض کہ اس طرح کے اور اس کے علاوہ بھی مختلف نوع کے خطوط ہوتے ہیں۔ لیکن گزشتہ ہفتے میں ہزاروں خطوط معمول کے ہزاروں خطوط سے بڑھ کر مجھے ملے اور تمام کا مضمون ایک محور پر مرکوز تھا، جس میں لاہور کے شہداء کی عظیم شہادت پر جذبات کا اظہار کیا گیا تھا، اپنے احساسات کا اظہار لوگوں نے کیا تھا۔ غم تھا، دکھ تھا، غصہ تھا، لیکن فوراً ہی اگلے فقرہ میں وہ غصہ صبر اور دعا میں ڈھل جاتا تھا۔ سب لوگ جو تھے وہ اپنے مسائل بھول گئے۔ یہ خطوط پاکستان سے بھی آ رہے

ہیں، عرب ممالک سے بھی آ رہے ہیں، ہندوستان سے بھی آ رہے ہیں، آسٹریلیا اور جزائر سے بھی آ رہے ہیں۔ یورپ سے بھی آ رہے ہیں، امریکہ سے بھی آ رہے ہیں، افریقہ سے بھی آ رہے ہیں، جن میں پاکستانی نژاد احمدیوں کے جذبات ہی نہیں چھلک رہے کہ ان کے ہم قوموں پر ظلم ہوا ہے۔ باہر جو پاکستانی احمدی ہیں، ان کے وہاں عزیزوں یا ہم قوموں پر ظلم ہوا ہے۔ بلکہ ہر ملک کا باشندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مسیح محمدی کی بیعت میں آنے کی توفیق دی، یوں تڑپ کر اپنے جذبات کا اظہار کر رہا تھا یا کر رہا ہے جس طرح اس کا کوئی انتہائی قریبی خونی رشتہ میں پرویا ہوا عزیز اس ظلم کا نشانہ بنا ہے۔ اور پھر جن کے قریبی عزیز اس مقام کو پا گئے، اس شہادت کو پا گئے، ان کے خطوط تھے جو مجھے تسلیاں دے رہے تھے اور اپنے اس عزیز، اپنے بیٹے، اپنے باپ، اپنے بھائی، اپنے خاوند کی شہادت پر اپنے رب کے حضور صبر اور استقامت کی ایک عظیم داستان رقم کر رہے تھے۔

پھر جب میں نے تقریباً ہر گھر میں کیونکہ میں نے تو جہاں تک یہاں ہمیں معلومات دی گئی تھیں، اس کے مطابق ہر گھر میں فون کر کے تعزیت کرنے کی کوشش کی۔ اگر کوئی رہ گیا ہو تو مجھے بتا دے۔ جیسا کہ میں نے کہا میں نے ہر گھر میں فون کیا تو بچوں، بیویوں، بھائیوں، ماؤں اور باپوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی پایا۔ خطوط میں تو جذبات چھپ بھی سکتے ہیں، لیکن فون پر ان کی پُرعزم آوازوں میں یہ پیغام صاف سنائی دے رہا تھا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو سامنے رکھتے ہوئے مومنین کے اس ردّعمل کا اظہار بغیر کسی تکلف کے کر رہے ہیں کہ اِنَّـا لِلّٰـهِ وَاِنَّـا اِلَيْـهِ رَاجِعُوْن۔ ہم پورے ہوش وحواس اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ادراک کرتے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا پر خوش ہیں۔ یہ ایک ایک دو دو قربانیاں کیا چیز ہیں ہم تو اپنا سب کچھ اور اپنے خون کا ہر قطرہ مسیح موعودؑ کی جماعت کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس لئے تیار ہیں کہ آج ہمارے لہو، آج ہماری قربانیاں ہی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الرسل اور خاتم الانبیاء ہونے کا اظہار اور اعلان دنیا پر کریں گی۔ ہم وہ لوگ ہیں جو قرونِ اولیٰ کی مثالیں قائم کریں گے۔ ہم ہیں جن کے سامنے صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم نمونہ پھیلا ہوا ہے۔ یہ سب خطوط، یہ سب جذبات پڑھ اور سن کر اپنے جذبات کا اظہار کرنا تو میرے بس کی بات نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس یقین پر قائم کر دیا، مزید اس میں مضبوطی پیدا کر دی کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے پیارے یقیناً ان اعلیٰ مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو عطا فرمائے ہیں جن کے پورا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے۔ یہ صبر واستقامت کے وہ عظیم لوگ ہیں، جن کے جانے والے بھی ثباتِ قدم کے عظیم نمونے دکھاتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق وَلَا تَـقُـوْلُـوْا لِـمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ۔ بَلْ اَحْيَـآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (البقرۃ155) کے مصداق بن گئے، اور دنیا کو بھی بتا گئے کہ ہمیں مردہ نہ کہو۔ بلکہ ہم زندہ ہیں۔ ہم نے جہاں اپنی دائمی زندگی میں خدا تعالیٰ کی رضا کو پا لیا ہے وہاں خدا تعالیٰ کے دین کی آبیاری کا باعث بھی بن گئے ہیں۔ ہمارے خون کے ایک ایک قطرے سے ہزاروں ثمر آور درخت نشوونما پانے والے ہیں۔ ہمیں فرشتوں نے اپنی آغوش میں لے لیا ہے۔ ہمیں تو اپنی جان دیتے ہوئے بھی پتہ نہیں لگا کہ ہمیں کہاں کہاں اور کتنی گولیاں لگی ہیں؟ ہمیں گرینیڈ سے دیئے گئے زخموں کا بھی پتہ نہیں لگا۔ یہ صبر و رضا کے پیکر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے بے چین، دین کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے والے، گھنٹوں اپنے زخموں اور ان میں سے بہتے ہوئے خون کو دیکھتے رہے لیکن زبان پر حرفِ شکایت لانے کی بجائے دعاؤں اور درود سے اپنی اس حالت کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بناتے رہے۔ اگر کسی نے ہائے یا اُف کا کلمہ منہ سے نکالا تو سامنے والے زخمی نے کہا ہمت اور حوصلہ کرو، لوگ تو بغیر کسی عظیم مقصد کے اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں تم تو اپنے ایک عظیم مقصد کے لئے قربان ہونے جا رہے ہو۔ اور پھر وہ اُف کہنے والا آخر دم تک صرف درود شریف پڑھتا رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ یقین کرواتا رہا کہ ہم نے جو مسیح محمدی سے عہد کیا تھا اسے پورا کر رہے ہیں۔ میں نے ایک ایسی دردناک وڈیو دیکھی، جو زخمیوں نے ہی اپنے موبائل فون پر ریکارڈ کی تھی۔ اس کو دیکھ کر دل کی عجیب کیفیت ہو جاتی ہے۔ پس یہ وہ لوگ ہیں جن سے بیشک قربانیاں تو خدا تعالیٰ نے لی ہیں لیکن اس کے فرشتوں نے ان پر سکینت نازل کی ہے۔ اور یہ لوگ گھنٹوں بغیر کراہے صبر و رضا کی تصویر بنے رہے۔

فون پر لاہور کے ایک لڑکے نے مجھے بتایا کہ میرے 19 سالہ بھائی کو چار پانچ گولیاں لگیں، لیکن زخمی حالت میں گھنٹوں پڑا رہا ہے، اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں اور دعائیں کرتا رہا۔ اگر پولیس بروقت آ جاتی تو بہت سی قیمتی جانیں بچ سکتی تھیں۔ لیکن جب پورا نظام ہی فساد میں مبتلا ہو تو ان لوگوں سے کیا توقعات کی جا سکتی ہیں؟ ایک نوجوان نے دشمن کے ہینڈ گرینیڈ کو اپنے ہاتھ پر روک لیا اس لئے کہ واپس اس طرف لوٹا دوں لیکن اتنی دیر میں وہ گرینیڈ پھٹ گیا اور اپنی جان دے کر دوسروں کی جان بچا لی۔ ایک بزرگ نے اپنی جان کا نذرانہ دے کر نوجوانوں اور بچوں کو بچا لیا۔ حملہ آور کی طرف ایک دم دوڑے اور ساری گولیاں اپنے سینے پر لے لیں۔ آج پولیس کے آئی جی صاحب بڑے فخر سے یہ بیان دے رہے ہیں کہ، پولیس نے دو دہشت گردوں کو پکڑ لیا۔ جب اوپر سے نیچے تک ہر ایک جھوٹ اور سچ کی تمیز کرنا چھوڑ دے تو پھر ایسے بیان ہی دیئے جاتے ہیں۔ دو دہشت گرد جو پکڑے گئے ہیں انہیں بھی ہمارے ہی لڑکوں نے پکڑا۔ اور پکڑنے والا بھی مجھے بتایا گیا، ایک کمزور سا لڑکا تھا یعنی بظاہر جسمانی لحاظ سے بڑے ہلکے جسم کا مالک تھا لیکن ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ سے اس دہشتگرد کی گردن دبوچ رکھی اور دوسرے ہاتھ سے اس کی جیکٹ تک اس کا ہاتھ نہ جانے دیا، اس ٹِک تک اس کا ہاتھ نہ جانے دیا جسے وہ کھینچ کر اس کو پھاڑنا چاہتا تھا۔

یہ بیچارے لوگ جو نوجوان دہشت گرد ہیں، چھوٹی عمر کے، اٹھارہ انیس سال کے، یا بیس بائیس سال کے لڑکے تھے، یہ بیچارے غریب تو غریبوں کے بچے ہیں۔ بچپن میں غربت کی وجہ سے ظالم ٹولے کے ہاتھ آ جاتے ہیں جو مذہبی تعلیم کے بہانے انہیں دہشت گردی سکھاتے ہیں اور پھر ایسا brain wash کرتے ہیں کہ ان کو جنت کی خوشخبریاں صرف ان خودکش حملوں کی صورت میں دکھاتے ہیں۔ حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بننے والی موت ہے۔ لیکن یہ بات سمجھنے سے اب یہ لوگ قاصر ہو چکے ہیں۔ ان دہشت گردوں کے سرغنوں کو کبھی کسی نے سامنے آتے نہیں دیکھا، کبھی اپنے بچوں کو قربان کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اگر قربانیاں دیتے ہیں تو غریبوں کے بچے، جن کے برین واش کئے جاتے ہیں۔ بہرحال ایسے دو دہشت گرد جو پکڑے گئے، ہمارے اپنے لڑکوں نے ہی پکڑے۔

یہ فرشتوں کا اترنا اور تسکین دینا جہاں ان زخمیوں پر ہمیں نظر آتا ہے وہاں پیچھے رہنے والے بھی اللہ تعالیٰ کے اس خاص فضل کی وجہ سے تسکین پا رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر رکھا ہوا ہے۔ اس ایمان کی وجہ سے جو زمانے کے امام کو ماننے کی وجہ سے ہم میں پیدا ہوا یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ جاؤ اور میرے بندوں کے دلوں کی تسکین کا باعث بنو۔ ان دعائیں کرنے والوں کے لئے تسلی اور صبر کے سامان کرو۔ اور جیسا کہ میں نے کہا، ہر گھر میں مجھے یہی نظارے نظر آئے ہیں۔ ایسے ایسے عجیب نظارے ہیں کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کیسے کیسے لوگ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو عطا فرمائے ہوئے ہیں۔ ہر ایک إِنَّـمَا أَشْكُو بَثِّيْ وَحُزْنِيْ إِلَى اللّٰهِ (یوسف:87) کہ میں اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ تعالیٰ کے حضور کرتا ہوں کی تصویر نظر آتا ہے۔ اور یہی ایک مومن کا طرہ امتیاز ہے۔ مومنوں کو غم کی حالت میں صبر کی یہ تلقین خدا تعالیٰ نے کی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يَـا أَيُّهَـا الَّـذِيْـنَ آمَـنُوا اسْتَعِيْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلاَةِ۔ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ (البقرۃ:154) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ صبر اور صلوۃ کے ساتھ اللہ سے مدد مانگو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

پس ایک بندہ تو خدا تعالیٰ کے آگے ہی اپنا سب کچھ پیش کرتا ہے، جو اللہ کا حقیقی بندہ ہے، عبدِ رحمان ہے، جزع فزع کی بجائے، شور شرابے اور جلوس کی بجائے، قانون کو ہاتھ میں لینے کی بجائے، جب صبر اور دعاؤں میں اپنے جذبات کو ڈھالتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی بشارتوں کا حق دار ٹھہرتا ہے۔ مومنوں کی جماعت کو خدا تعالیٰ نے پہلے ہی آزمائشوں کے متعلق بتا دیا تھا۔ یہ فرما دیا تھا کہ آزمائشیں آئیں گی۔ فرماتا ہے۔ وَلَـنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوفْ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الأَمْوَالِ وَالأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ (البقرۃ:156) اور ہم ضرور تمہیں کچھ خوف اور کچھ بھوک اور کچھ اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعے سے آزمائیں گے۔ اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔

پس صبر اور دعائیں کرنے والوں کے لئے خدا تعالیٰ نے خوشیوں کی خبریں سنائی ہیں۔ اپنی رضا کی جنت کا وارث بننے کی خبریں سنائی ہیں۔ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو بھی جنت کی بشارت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق اس دنیا میں رہنے والوں کے لئے بھی جنت کی بشارت ہے۔ ایسے لوگوں کی خواہشات اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول بن جاتی ہیں۔ جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں، ان میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی انہی خوبیوں کا ذکر کیا ہے کہ جو لوگ ابتلاؤں میں استقامت دکھاتے ہیں فرشتے ان کے لئے تسلی کا سامان کرتے ہیں۔ جب مومنین ہر طرف سے ابتلاؤں میں ڈالے جاتے ہیں جانوں کو بھی نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ اموال کو بھی نقصان پہنچایا جاتا ہے یا پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ عزتوں کو بھی نقصان پہنچایا جاتا ہے یا پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ہر طرف سے بعض دفعہ لگتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی مدد کے دروازے ہی بند ہو گئے ہیں اس وقت جب مومنین بَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ کو سمجھتے ہوئے استقامت دکھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے بن جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جاتے ہیں۔ ایک دم ایسی فتح وظفر اور نصرت کی خبریں ملتی ہیں، اس کے دروازے کھلتے ہیں کہ جن کا خیال بھی ایک مومن کو نہیں آ سکتا۔ ایسے ایسے عجائب اللہ تعالیٰ دکھاتا ہے کہ جن کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ پس استقامت شرط ہے اور مبارک ہیں لاہور کے احمدی جنہوں نے یہ استقامت دکھائی، جانے والوں نے بھی اور پیچھے رہنے والوں نے بھی۔ پس یقیناً اللہ تعالیٰ جو سچے وعدوں والا ہے اپنے وعدے پورے کرے گا۔ اور دلوں کی تسکین کے لئے جو وعدے ہیں، جو ہمیں نظر آ رہے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ہونے کا ہی نشان ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ:

”وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور باطل خداؤں سے الگ ہو گئے پھر استقامت

اختیار کی یعنی طرح طرح کی آزمائشوں اور بلا کے وقت ثابت قدم رہے۔ ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ تم مت ڈرو اور مت غمگین ہو اور خوش ہو اور خوشی میں بھر جاؤ کہ تم اس خوشی کے وارث ہو گئے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ ہم اس دنیوی زندگی میں اور آخرت میں تمہارے دوست ہیں۔ اس جگہ ان کلمات سے یہ اشارہ فرمایا کہ اس استقامت سے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ یہ سچ بات ہے کہ استقامت فوق الکرامت ہے۔ کمال استقامت یہ ہے کہ چاروں طرف بلاؤں کو محیط دیکھیں اور خدا کی راہ میں جان اور عزت اور آبرو کو معرضِ خطر میں پاویں اور کوئی تسلی دینے والی بات موجود نہ ہو یہانتک کہ خدا تعالیٰ بھی امتحان کے طور پر تسلّی دینے والے کشف یا خواب یا الہام کو بند کر دے اور ہولناک خوفوں میں چھوڑ دے۔ اس وقت نامردی نہ دکھلاویں اور بزدلوں کی طرح پیچھے نہ ہٹیں اور وفاداری کی صفت میں کوئی خلل پیدا نہ کریں۔ صدق اور ثبات میں کوئی رخنہ نہ ڈالیں۔ ذلت پر خوش ہو جائیں، موت پر راضی ہو جائیں اور ثابت قدمی کے لئے کسی دوست کا انتظار نہ کریں کہ وہ سہارا دے، نہ اس وقت خدا کی بشارتوں کے طالب ہوں کہ وقت نازک ہے اور باوجود سراسر بے کس اور کمزور ہونے کے اور کسی تسلّی کے نہ پانے کے سیدھے کھڑے ہو جائیں اور ہر چہ باداباد کہہ کر گردن کو آگے رکھ دیں اور قضاء وقدر کے آگے دم نہ ماریں اور ہرگز بے قراری اور جزع فزع نہ دکھلاویں جب تک کہ آزمائش کا حق پورا ہو جائے۔ یہی استقامت ہے جس سے خدا ملتا ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس کی رسولوں اور نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کی خاک سے اب تک خوشبو آ رہی ہے''۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد نمبر 10 صفحہ 419-420)

آج ہمارے شہداء کی خاک سے بھی یقیناً یہ خوشبو آ رہی ہے جو ہمارے دماغوں کو معطر کر رہی ہے۔ ان کی استقامت ہمیں پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ جس استقامت اور صبر کا دامن تم نے پکڑا ہے، اسے کبھی نہ چھوڑنا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کا سچا ہے۔ ابتلاء کا لمبا ہونا تمہارے پائے استقلال کو ہلا نہ دے۔ کہیں کوئی ناشکری کا کلمہ تمہارے منہ سے نہ نکل جائے۔ ان شہداء کے بارے میں تو بعض خوابیں بھی بعض لوگوں نے بڑی اچھی دیکھی ہیں۔ خوش خوش جنت میں پھر رہے ہیں۔ بلکہ ان پر تمغے سجائے جا رہے ہیں۔ دنیاوی تمغے تو لمبی خدمات کے بعد ملتے ہیں یہاں تو نوجوانوں کو بھی نوجوانی میں ہی خدمات پر تمغے مل رہے ہیں۔

پس ہمارا رونا اور ہمارا غم خدا تعالیٰ کے حضور ہے اور اس میں ہمیں کبھی کمی نہیں ہونے دینی چاہئے۔ آپ لاہور کے وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو یہ الہام ہوا تھا کہ ''لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں''۔ (الہام 13/دسمبر 1900ء) اور ''لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں''۔ (الہام 13/دسمبر 1900ء) پس یہ آپ لوگوں کا اعزاز ہے جسے آپ لوگوں نے قائم رکھنے کی کوشش کرنی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا کو صبر اور دعا سے حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ اور پھر اس تعلق میں بہت سی خوشخبریاں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بتائی ہیں۔ پس خوش قسمت ہیں آپ جن کے شہر کے نام کے ساتھ خوشخبریاں وہاں کے رہنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک مسیح علیہ السلام کے ذریعہ دی ہیں۔

دشمن نے تو میرے نزدیک صرف جانی نقصان پہنچانے کے لئے یہ حملہ نہیں کیا تھا، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اور بھی مقصد تھے۔ ایک تو خوف پیدا کر کے اپنی نظر میں، اپنے خیال میں کمزور احمدیوں کو احمدیت سے دور کرنا تھا، نوجوانوں میں بے چینی پیدا کرنی تھی۔ لیکن نہیں جانتے کہ یہ ان ماؤں کے بیٹے ہیں جن کے خون میں، جن کے دودھ میں جان، مال، وقت، عزت کی قربانی کا عہد گردش کر رہا ہے۔ جن کے اپنے اندر عہدِ وفا نبھانے کا جوش ہے۔ دوسرے دشمن کا یہ خیال تھا کہ اس طرح اتنی بڑی قربانی کے نتیجے میں احمدی برداشت نہیں کر سکیں گے اور سڑکوں پر آ جائیں گے۔ توڑ پھوڑ ہوگی، جلوس نکلیں گے اور پھر حکومت اور انتظامیہ اپنی من مانی کرتے ہوئے جو چاہے احمدیوں سے سلوک کرے گی۔ اور اس ردّعمل کو باہر کی دنیا میں اچھال کر پھر احمدیوں کو بدنام کیا جائے گا۔ اور پھر دنیا کو دکھانے کے لیے، بیرونی دنیا کو باور کرانے کے لئے یہ لوگ اپنی تمام تر مدد کے وعدے کریں گے۔ لیکن نہیں جانتے کہ احمدی خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ صبر اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد مانگنے والے اور اس کی پناہ میں آنے والے لوگ ہیں۔ خلافت کے جھنڈے تلے جمع ہونے والے لوگ ہیں۔ اور یہ کبھی ایسا ردّعمل نہیں دکھا سکتے۔ جب یہ ردّعمل جو مخالفین کی توقع تھی ان لوگوں نے نہیں دیکھا اور پھر بیرونی دنیا نے بھی اس ظالمانہ حرکت پر شور مچایا اور میڈیا نے بھی ان کو ننگا کر دیا تو رات گئے حکومتی اداروں کو بھی خیال آ گیا کہ ان کی ہمدردی کی جائے۔ اور اپنی شرمندگی مٹائی جائے۔ اور پھر آگے بیان بازی شروع ہوگئی۔ ہمدردیوں کے بیان آنے لگ گئے۔ حیرت ہے کہ ابھی تک دنیا کو، ان لوگوں کو خاص طور پر یہ نہیں پتہ چلا کہ احمدی کیا چیز ہیں؟ گزشتہ ایک سو بیس سالہ احمدیت کی زندگی کے ہر ہر سیکنڈ کے عمل نے بھی ان کی آنکھیں نہیں کھولیں۔ یہ ایک امام کی آواز پر اٹھنے اور بیٹھنے والے لوگ ہیں۔ یہ اس مسیح موعود کے ماننے والے لوگ ہیں جو اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو دنیا میں رائج کرنے آیا تھا۔ جنہوں نے جانور طبع لوگوں کو انسان اور انسانوں کو باخدا انسان بنایا تھا۔ پس اب جبکہ ہم درندگی کی حالتوں سے نکل کر باخدا انسان بننے کی طرف قدم بڑھانے والے ہیں، ہم کس طرح یہ توڑ پھوڑ کر سکتے ہیں۔ جلوس اور قتل و غارت کا ردّعمل کس طرح ہم دکھا سکتے تھے۔ ہم نے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتے ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہا اور اپنا معاملہ خدا پر چھوڑ دیا۔ ہم نے تو اپنا غم اور اپنا دکھ خدا تعالیٰ کے حضور پیش کر دیا ہے اور اس کی رضا پر راضی اور اس کے فیصلے کے انتظار میں ہیں۔

یہ درندگی اور سفاکی تمہیں مبارک ہو جو خدا کے نام پر خدا کی مخلوق بلکہ خدا کے پیاروں کے خون کی ہولی کھیلنے والے ہو۔ عوام کو مذہب کے نام پر دوبارہ چودہ پندرہ سو سال پہلے والی بدّوانہ زندگی میں لے جانے والے اور اس میں رہنے والے ہو۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ کسی مصلح کی ضرورت نہیں ہے۔ اب کسی مسیح موعود کی آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب اس سے بھی انکاری ہوتے جا رہے ہیں۔ ہمارے لئے قرآن اور شریعت کافی ہے۔ کیا تمہارے یہ عمل اس شریعت اور قرآن پر ہیں جو ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے؟ یقیناً نہیں۔ تم میرے آقا، ہاں وہ آقا جو محسنِ انسانیت تھا اور قیامت تک اس جیسا محسنِ انسانیت پیدا نہیں ہو سکتا، اس محسنِ انسانیت کو بدنام کرنے کی ناکام کوشش کرنے والے ہو۔ ناموسِ رسالت کے نام پر میرے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرنے والے ہو۔ یقیناً قیامت کے دن لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ کا کلمہ تم میں سے ایک ایک کو پکڑ کر تمہیں تمہارے بدانجام تک پہنچائے گا۔ ہمارا کام صبر اور دعا سے کام لینا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہر احمدی اس پر کاربند رہے گا۔

یہ صبر کے نمونے جب دنیا نے دیکھے تو غیر بھی حیران ہو گئے۔ ظلم اور سفّاکی کے ان نمونوں کو دیکھ کر غیروں نے نہ صرف ہمدردی کا اظہار کیا بلکہ احمدیت کی طرف مائل بھی ہوئے بلکہ بیعت میں آنے کی خواہش کا اظہار بھی کیا۔ پس یہ ظلم جو تم نے ہمارے سے روا رکھا اس کا بدلہ اس دنیا میں ہمیں انعام کی صورت میں ملنا شروع ہو گیا۔

میرا خیال تھا کہ کچھ واقعات بیان کروں گا لیکن بعض اتنے دردناک ہیں کہ ڈرتا ہوں کہ جذبات سے مغلوب نہ ہو جاؤں۔ اس لئے سارے تو بیان نہیں کر سکتا۔ چند ایک واقعات جو ہیں وہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

ہمارے نائب ناظر اصلاح وارشاد ہیں۔ انہوں نے لکھا کہ ایک نمازی نے جب وہ جنازے پر آئے تھے، کسی کو مخاطب ہو کر کہا کہ ایک انعام اور ملا کہ شہید باپ کا بیٹا ہوں اور مجھے کہا کہ عزم اور حوصلے بلند ہیں، ماڈل ٹاؤن میں مکرم اعجاز صاحب کے بھائی شہید ہو گئے اور انہیں مسجد میں ہی اطلاع مل گئی اور کہا گیا کہ فلاں ہسپتال پہنچ جائیں۔ انہوں نے کہا کہ جانے والا خدا کے حضور حاضر ہو چکا، اب شاید میرے خون کی احمدی بھائیوں کو ضرورت پڑ جائے، اس لئے میں تو اب یہیں ٹھہروں گا۔ ایک ماں نے کہا کہ اپنی گود سے جواں سالہ بیٹا خدا کی گود میں رکھ دیا۔ جس کی امانت تھی اس کے سپرد کر دی۔ ہمارے مربی سلسلہ محمود احمد شاد صاحب نے ماڈل ٹاؤن میں اپنے فرض کو خوب نبھایا۔ خطبہ کے دوران دعاؤں اور استغفار، صبر اور درود پڑھنے کی تلقین کرتے رہے۔ بعض قرآنی آیتیں بھی دہرائیں۔ دعائیں بھی دہرائیں اور درود شریف بھی بلند آواز سے دہرایا اور نعرۂ تکبیر بھی بلند کیا اور آپ نے جامِ شہادت بھی نوش کیا۔ سردار عبدالسمیع صاحب نے بتایا کہ فجر کی نماز پر چک سکندر کے واقعات اور شہادتوں کا ذکر فرما رہے تھے کیونکہ یہ اس وقت وہاں متعین تھے۔

ایک صاحب لکھتے ہیں کہ باہر سیڑھیوں کے نیچے صحن میں ڈیڑھ دو سو آدمی کھڑے تھے۔ اس وقت دہشتگرد فائرنگ کرتے ہوئے ہال کے کارنر میں تھے۔ ایک آدمی بالکل صحن کے کونے تک آ گیا۔ اگر وہ اس وقت باہر آ جاتا تو جو ڈیڑھ دو سو آدمی باہر تھے وہ شاید آج موجود نہ ہوتے۔ لیکن میری آنکھ کے سامنے ایک انصار جن کی عمر لگ بھگ 65 سال یا اوپر ہوگی، انہوں نے pillar کے پیچھے سے نکل کر اس کی طرف دوڑ لگا دی۔ اور اس کی وجہ سے بالکل ان کی چھاتی میں گولی لگی اور وہ شہید ہو گئے، لیکن ان کی بہادری کی وجہ سے دہشت گرد کے باہر آنے میں کچھ وقت لگا۔ لیکن اس عرصہ میں بہت سے احمدی محفوظ جگہ پر پہنچ گئے اور پھر اس نے گرینیڈ بعد میں پھینکا۔ اور کہتے ہیں جب ہم باہر آئے ہیں تو ہم نے دیکھا کہ بے شمار لوگ سیڑھیوں پر شہید پڑے تھے۔

ایک صاحب نے مجھے لکھا، جو جاپان سے وہاں گئے ہوئے تھے اور جنازے میں شامل ہوئے کہ آخرین کی شہادتوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مبارک کی یادوں کو تازہ کر دیا۔ ربوہ کے پہاڑ کے دامن میں ان مبارک وجودوں کو دفناتے ہوئے کئی دفعہ ایسا لگا جیسے اس زمانے میں نہیں۔ صبر و رضا کے ایسے نمونے تھے جن کو الفاظ میں ڈھالنا ناممکن ہے۔ انصار اللہ کے لان میں مَیں نے اپنی دائیں طرف ایک بزرگ سے جو جنازے کے انتظار میں بیٹھے تھے پوچھا کہ چچا جان! آپ کے کون فوت ہوئے ہیں؟ فرمایا میرا بیٹا شہید ہو گیا ہے۔ لکھنے والے کہتے ہیں کہ میرا دل دہل رہا تھا اور پُرعزم چہرہ دیکھ کر ابھی میں منہ سے کچھ بول نہ پایا تھا کہ انہوں نے پھر فرمایا کہ الحمدللہ! خدا کو یہی منظور تھا۔ لکھنے والے کہتے ہیں کہ میرے چاروں طرف پُرعزم چہرے تھے اور میں اپنے آپ کو سنبھال رہا تھا کہ ان کو وقار ہستیوں کے سامنے کوئی ایسی حرکت نہ کروں کہ خود مجھے شرمندگی اٹھانی پڑے۔ کہتے ہیں کہ میں مختلف لوگوں سے ملتا اور ہر بار ایک نئی کیفیت سے گزرتا رہا۔ خون میں نہائے ایک شہید کے پاس کھڑا تھا کہ آواز آئی میرے شہید کو دیکھ لیں۔

اس طرح کے بے شمار جذبات احساسات ہیں۔

ایک خاتون لکھتی ہیں کہ میرے چھوٹے بچے بھی جمعہ پڑھنے گئے تھے اور خدا نے انہیں اپنے فضل سے بچالیا۔ جب مسجد میں خون خرابہ ہورہا تھا تو ہماری ہمسائیاں ٹی وی پر دیکھ کر بھاگی آئیں کہ رو دھو رہی ہو گی۔ یعنی میرے پاس آئیں کہ رو دھو رہی ہوں گی کیونکہ مسجد کے ساتھ ان کا گھر تھا۔ لیکن میں نے ان سے کہا کہ ہمارا معاملہ تو خدا کے ساتھ تھا۔ مجھے بچوں کی کیا فکر ہے؟ ادھر تو سارے ہی ہمارے اپنے ہیں۔ اگر میرے بچے شہید ہو گئے تو خدا کے حضور مقرب ہوں گے اور اگر بچ گئے تو غازی ہوں گے۔ یہ سن کر عورتیں حیران رہ گئیں اور الٹے پاؤں واپس چلی گئیں کہ یہ کیسی باتیں کر رہی ہے؟ اور پھر آگے لکھتی ہیں کہ اس نازک موقع پر ربوہ والوں نے جو خدمت کی اور دکھی دلوں کے ساتھ دن رات کام کیا اس پر ہم سب آپ کے اور ان کے شکرگزار ہیں۔

ایک ماں کا اٹھارہ سال کا اکلوتا بیٹا تھا۔ ایک لڑکا تھا باقی لڑکیاں ہیں۔ میڈیکل کالج میں پڑھتا تھا۔ شہید ہو گیا اور انتہائی صبر اور رضا کا ماں باپ نے اظہار کیا اور یہ کہا کہ ہم بھی جماعت کی خاطر قربان ہونے کے لئے تیار ہیں۔

مسلم الدّروبی صاحب سیریا کے ہیں وہ بھی ان دنوں میں وہاں گئے ہوئے تھے۔ اور ان کو بھی ٹانگ پر کچھ زخم آئے ہیں۔ شام کے احمدی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایسا نظارہ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ کوئی افراتفری نہیں تھی۔ کوئی ہراسانی نہیں تھی۔ کوئی خوف نہیں تھا۔ ہر ایک آرام سے اپنے اپنے کام کر رہا تھا اس وقت بھی جب دشمن گولیاں چلا رہا تھا اور انتظامیہ کی طرف سے جو بھی ہدایات دی جارہی تھیں ان کے مطابق عمل ہو رہا تھا۔ کہتے ہیں کہ میرے لئے تو ایک ایسی انہونی چیز تھی کہ جس کو میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

پس یہ وہ لوگ ہیں، یہ وہ مائیں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت میں پیدا کی ہیں۔ قربانیوں کی عظیم مثال ہیں۔ اس بات کی فکر نہیں کہ میرے بچوں کا کیا حال ہے یا میرا بچہ شہید ہو گیا ہے۔ پوری جماعت کے لئے یہ مائیں درد کے ساتھ دعائیں کر رہی ہیں۔ پس اے احمدی ماؤں! اس جذبے کو اور ان نیک اور پاک جذبات کو اور ان خیالات کو کبھی مرنے نہ دینا۔ جب تک یہ جذبات رہیں گے، جب تک یہ پُرعزم سوچیں رہیں گی، کوئی دشمن کبھی جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔

ایک احمدی نے لکھا کہ میں ربوہ سے گیا تھا۔ ایک نوجوان خادم کے ساتھ مل کر لاشیں اٹھاتا رہا تو سب سے آخر میں اس نے میرے ساتھ مل کر ایک لاش اٹھائی اور ایمبولینس تک پہنچادی، اور اس کے بعد کہنے لگا کہ یہ میرے والد صاحب ہیں۔ اور پھر یہ نہیں کہ اس ایمبولینس کے ساتھ چلا گیا بلکہ واپس مسجد میں چلا گیا اور اپنی ڈیوٹی جو اس کے سپرد تھی اس کام میں مستعد ہو گیا۔

یہ ہیں مسیح محمدی کے وہ عظیم لوگ جو اپنے جذبات کو صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہیں۔ اس طرح کے بیسیوں واقعات ہیں۔ بعد میں انشاء اللہ تعالیٰ یہ جمع کر کے لکھے بھی جائیں گے۔ ایک بات جو سب نے بتائی ہے جو کامن (Common) ہے، عینی شاہد جو بتاتے ہیں کہ دہشت گرد جب یہ سب کارروائی کر رہے تھے تو کوئی پینک (Panic) نہیں تھا۔ جیسا کہ الدّروبی صاحب نے بھی لکھا ہے۔ امیر صاحب اور مربی صاحب اور عہدیداران کی ہدایات پر جب تک یہ لوگ عہدیداران زندہ رہے سکون سے عمل کرتے رہے اور اس کے بعد بھی کوئی بھگدڑ نہیں مچی بلکہ بڑے آرگنائزڈ طریقے سے دیواروں کے ساتھ لگ گئے تاکہ گولیوں سے بچ سکیں اور بیٹھ کر دعائیں کرتے رہے۔ اور ایک بزرگ اس حالت میں مسلسل سجدہ میں رہے ہیں کوئی پرواہ نہیں کی کہ دائیں بائیں گولیاں آرہی ہیں۔ یہ ہیں ایمان والوں اور حقیقی ایمان والوں کے نظارے۔

کئی خطوط مجھے اس مضمون کے بھی آرہے ہیں جو سورۃ احزاب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ۔ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ۔ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا۔ (الاحزاب:24) کہ مومنوں میں ایسے مرد ہیں جنہوں نے جس بات پر اللہ سے عہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا۔ پس ان میں سے وہ بھی ہیں جس نے اپنی منت کو پورا کر دیا اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو ابھی انتظار کر رہا ہے۔ اور انہوں نے ہرگز اپنے طرزِ عمل میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اور وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ لکھ کر یہ لوگ پھر اپنے عہدِ وفا اور قربانی کا یقین دلا رہے ہیں۔

پس دشمن تو سمجھتا تھا کہ اس عمل سے احمدیوں کو کمزور کر دے گا، جماعت کی طاقت کو توڑ دے گا۔ شہروں کے رہنے والے شاید اتنا ایمان نہیں رکھتے۔ لیکن انہیں کیا پتہ ہے کہ یہ شہروں کے رہنے والے وہ لوگ ہیں جن میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایمان کی حرارت بھر دی ہے۔ جو دین کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی کرنے کے لئے ہر دم تیار ہیں۔ بے شک دنیا کے دھندوں میں بھی لگے ہوئے ہیں لیکن صرف دنیا کے دھندے مقصود نہیں ہیں۔ جب بھی دین کے لئے بلایا جاتا ہے تو لبیک کہتے ہوئے آتے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں نے کہا یہ درندگی کے بجائے انسانیت کے علمبردار ہیں۔ آخر یہ احمدی بھی تو اسی قوم میں سے آئے ہیں۔ وہی قبیلے ہیں، وہی برادریاں ہیں جہاں سے وہ لوگ آرہے ہیں جو مذہب کے نام پر درندگی اور سفّا کی دکھاتے ہیں۔ لیکن مسیح موعود کے ماننے کے بعد یہی لوگ ہیں جو مذہب کی خاطر قربانیاں تو دیتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق۔

میں نے ذکر کیا تھا کہ ان واقعات کا پریس نے اور پاکستان پریس نے بھی ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی جزا دے اور ہمیشہ حق کہنے کی توفیق دیتا رہے۔ اب اس حق کہنے کے بعد کہیں مولویوں کے ردِّ عمل سے ڈر کر پھر پرانی ڈگر پر نہ چل پڑیں۔ اسی طرح دنیا کے مختلف ممالک کے پریس ہیں، حکومتیں ہیں ان کی طرف سے بیان آئے، statements آئیں، ہمدردی کے پیغام آئے اور مختلف حکومتوں کے نمائندے، یہاں کی حکومت کے نمائندے نے بھی انگلستان کے ممبران پارلیمنٹ نے بھی ہمدردی اور تعزیت کے پیغام بھیجے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے۔

اور تو اور ختمِ نبوت کی طرف سے بھی اخبار میں خبر آئی تھی کہ بڑا غلط کام ہوا ہے اور یہ درندگی ہے اور یہ نہیں ہونی چاہئے تھی۔ تو پھر وہ جو بینر ہیں جو پوسٹر ہیں جو دیواروں پر لگے ہوئے ہیں جو سڑکوں پر لگے ہوئے ہیں حتی کہ ہائی کورٹ کے ججوں کے نیم پلیٹس (Name Plates) کے نیچے لگے ہوئے ہیں، جس میں احمدیوں کے خلاف گندی زبان استعمال کی گئی ہے انہیں مرتد کہا گیا ہے، انہیں واجب القتل کہا گیا ہے، وہ کس کے لگائے ہوئے ہیں؟ تم لوگ ہی تو ہو اس دنیا کو، ان لوگوں کو، بے عقلوں کو جوش دلانے والے، اور اب جب یہ دیکھا کہ دنیا کا رُخ اس طرف آ گیا ہے تو ہم بھی ہیں تو سہی اس اس ظلم میں شامل، پھر دنیا کی نظر میں ہم اس ظلم میں شامل ہونے سے بچ جائیں تو یہ بیان دینے لگ گئے ہیں۔

تو احمدیوں کے خلاف یہ بغض اور کینہ جو ان نام نہاد علماء کی طرف سے دکھایا جا رہا ہے۔ یہی اصل وجہ ہے جو یہ ساری کارروائی ہوئی ہے۔ پاکستان کے چیف جسٹس صاحب ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر خود نوٹس لیتے ہیں۔ اخباروں میں یہ بات آجاتی ہے۔ تو یہ جو اتنا بڑا ظلم ہوا ہے اور یہ جو بینر لگے ہوئے ہیں اور جو پوسٹر لگے ہوئے ہیں اس پر ان کو خیال نہیں آیا کہ خود کوئی نوٹس لیں اور یہ علماء جو لوگوں کو اُکسا رہے ہیں، ان کے خلاف کارروائی کریں۔ کیا انصاف قائم کرنے کے معیار صرف اپنی پسند پر منحصر ہیں؟

جیسا کہ میں نے کہا، ہمارا رونا اور ہمارے دکھ تو خدا تعالیٰ کے سامنے ہیں۔ ان سے تو ہم نے کچھ نہیں لینا۔ لیکن صرف ان کے معیاروں کی طرف میں نشاندہی کر رہا ہوں۔ ہمارا تو ہر ابتلاء کے بعد اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانیوں کا اور اس کی رضا کے حصول کا ادراک اور بڑھتا ہے۔ بندے نہ تو ہمارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں اور نہ ہی ہمیں یہ کچھ دے سکتے ہیں۔

بے شک دنیا میں آج کل دہشتگردی بہت زیادہ ہے۔ پاکستان میں اس کی انتہا ہوئی ہوئی ہے۔ لیکن احمدیوں کے خلاف دہشتگردی کو قانون کا تحفظ حاصل ہے۔ اس لئے جو ان کے دل میں آتا ہے وہ کرتے ہیں۔ مونگ رسول کا واقعہ ہوا، وہاں بھی دہشت گردی ہوئی، وہاں کے جو دہشت گرد تھے پکڑے گئے تھے ان کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟ کیا ان کو سزا دی گئی؟ وہ پاکستانی گلیوں میں آج بھی آزادی کے ساتھ پھر رہے ہیں۔ پس ان سے تو کوئی احمدی کسی قسم کی کوئی توقع نہیں کر سکتا اور نہ کرتا ہے۔ ہمارا مولیٰ تو ہمارا اللہ ہے اور اس پر ہم توکل کرتے ہیں۔ وہی ہمارا معین و مددگار ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ ہمیشہ ہماری مدد کرتا رہے گا اور اپنی حفاظت کے حصار میں ہمیں رکھے گا۔ ان لوگوں سے آئندہ بھی کسی قسم کی خیر کی کوئی امید نہیں اور نہ کبھی ہم رکھیں گے۔ اس لئے احمدیوں کو ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ اور دعاؤں کی بھی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔ کی دعا بہت پڑھیں۔ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ کی دعا ضرور پڑھیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت دعائیں کریں۔ ثباتِ قدم کے لئے دعائیں کریں۔ ان لوگوں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑائیں، روئیں۔ ان دو مساجد میں جو ہمارے زخمی ہوئے ہیں ان کے لئے بھی دعائیں کریں۔ ان زخمیوں میں سے بھی آج ایک اور ڈاکٹر عمران صاحب تھے ان کی شہادت ہو گئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ باقی جو زخمی ہیں ان کو شفا عطا فرمائے اور ہر احمدی کو ہر شر سے ہمیشہ بچائے۔ احمدیوں نے پاکستان کے بنانے میں کردار ادا کیا تھا اور ان لوگوں سے بڑھ کر کیا تھا، جو آج دعویدار ہیں، جو آج پاکستان کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں اس لئے ملک کی بقا کے لئے بھی دعا کرنا ہمارا فرض ہے۔ اور ان لوگوں کے شر سے بچنے کے لئے اور ان کے عبرتناک انجام کے لئے بھی دعا کریں جو ملک میں افراتفری اور فساد پھیلا رہے ہیں، جنہوں نے ملک کا سکون برباد کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔

ایک بات اور کہنا چاہوں گا۔ ایک احمدی نے بڑے جذباتی انداز میں ایک خط لکھا لیکن اس سوچ پہ مجھے بڑی حیرت ہوئی، کیونکہ پڑھے لکھے بھی ہیں جماعتی خدمات بھی کرنے والے ہیں۔ ایک فقرہ یہ تھا کہ ''دشمن نے کیسے کیسے ہیرے مٹی میں رول دیئے''۔ یہ بالکل غلط ہے۔ یہ ہیرے مٹی میں رولے نہیں گئے۔ ہاں دشمن نے مٹی میں رولنے کی ایک مذموم کوشش کی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی اہمیت پہلے سے بھی بڑھا دی اور ان کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ ان کو دائمی زندگی سے نوازا۔ اس ایک ایک ہیرے نے اپنے پیچھے رہنے والے ہیروں کو مزید صیقل کر دیا۔ ان جانے والے ہیروں کو اللہ تعالیٰ نے ایسے چمکدار ستاروں کی

صورت میں آسمانِ اسلام اور احمدیت پر سجا دیا جس نے نئی کہکشائیں ترتیب دے دی ہیں اور ان کہکشاؤں نے ہمارے لئے نئے راستے متعین کر دیئے۔ ان میں سے ہر ہر ستارہ جب اس سے علیحدہ ہو کے بھی ہمارے لئے قطب ستارہ بن جاتا ہے۔ پس ہمارا کوئی بھی دشمن کبھی بھی اپنی مذموم اور قبیح کوشش میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اور ہر شہادت بڑے بڑے پھل پیدا کرتی ہے، بڑے بڑے مقام حاصل کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سب شہیدوں کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے، اور ہم بھی ہمیشہ استقامت کے ساتھ دین کی خاطر قربانیاں دیتے چلے جانے والوں میں سے ہوں۔

شہداء کا ذکر بھی کرنا چاہتا تھا لیکن یہ تو ایک لمبی بات ہو جائے گی۔ آئندہ انشاء اللہ مختصر ذکر کروں گا کیونکہ تقریباً 85 شہداء ہیں مختصر تعارف بھی کروایا جائے تو کافی وقت لگتا ہے۔ جمعہ کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ان کی نمازِ جنازہ بھی پڑھاؤں گا۔

اسی دوران گزشتہ دنوں اس واقعہ کے دو تین دن کے بعد نارووال میں ہمارے ایک احمدی کو شہید کر دیا گیا۔ ان کا نام نعمت اللہ صاحب تھا اور اپنے گھر میں سوئے ہوئے تھے۔ صحن میں آ کر چھریوں کا وار کر کے ان کو شہید کیا۔ ان کا بڑا بیٹا بچانے کے لئے آیا تو اس کو بھی زخمی کر دیا۔ وہ ہسپتال میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی شفا عطا فرمائے اور مرحوم کے درجات بلند کرے۔ ان کی اہلیہ اور تین بیٹیاں ہیں اور تین بیٹے ہیں۔ ان کے دوسرے عزیزوں میں سے بھی لاہور میں دو شہید ہوئے ہیں۔ اور قاتل کا تعلق تحفظِ ختم نبوت سے ہے۔ ایک طرف تحفظِ ختمِ نبوت والے اعلان کر رہے ہیں کہ بہت برا ہوا۔ دوسری طرف اپنے لوگوں کو اُکسا رہے ہیں کہ جاؤ اور احمدیوں کو شہید کرو اور جنت کے وارث بن جاؤ۔ وہ پکڑا گیا ہے اور اس نے اقرار کیا ہے کہ سانحہ لاہور کے پسِ منظر میں مجھے بھی کیونکہ ہمارے علماء نے یہی کہا ہے اس لئے میں شہید کرنے کے اس نیک کام کے لئے ثواب حاصل کرنے کے لئے آیا تھا۔ اور پھر پکڑے جانے کے بعد یہ بھی کہہ دیا کہ یہاں ہم کسی بھی احمدی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ تو یہ تو ان کے حال ہیں۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ ہمیں دنیا میں بدنام کیا جاتا ہے۔ دنیا میں تو خود تم اپنے آپ کو بدنام کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ بہت دعائیں کریں اور جیسا کہ میں نے کہا کہ مریضوں کے لئے بھی بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

❁❁❁❁❁❁

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دورہ یورپ مارچ و اپریل 2010ء کی مختصر رپورٹ

انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔ تقریب آمین۔ ایک تاریخی اہمیت کے حامل گھر کا وزٹ۔ گرین ہاؤس اور ڈیری فارمز کی سیر۔

امیر جماعت اور مشنری انچارج کے ساتھ میٹنگ میں اہم ہدایات

(سوئٹزرلینڈ میں حضور ایدہ اللہ کی مصروفیات کی مختصر جھلکیاں)

(رپورٹ: منیر احمد جاوید۔ پرائیویٹ سیکرٹری)

آٹھویں قسط

21/اپریل 2010ء

21 اپریل 2010ء کو بدھ کا دن تھا۔ رات شدید سردی رہی اور درجہ حرارت 2 درجہ سنٹی گریڈ تک گر گیا اس کے باوجود عشاقِ خلافت اپنے پیارے امام ہمام کی اقتداء میں نماز فجر پڑھنے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے 20-25 کلومیٹر کی مسافتیں طے کر کے بڑی تعداد میں وقت سے پہلے مرکز پہنچے ہوئے تھے۔ ساڑھے پانچ بجے حضور انور بڑی مارکی میں تشریف لائے اور نماز فجر پڑھائی۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

10 بجکر 35 منٹ پر حضور انور ملاقاتوں کیلئے تشریف لائے اور اڑھائی گھنٹے تک 221 خوش قسمت افراد جماعت کو ملاقات کا شرف بخشا۔ ملاقات کرنے والوں میں پاکستانیوں کے علاوہ عرب، صومالین، البانین، ترک، سوئس اور Lichtenstein کے افراد موجود تھے۔ کئی نومبائعین نے بھی پہلی مرتبہ حضور انور سے بالمشافہ ملاقات کی سعادت پائی۔ ملاقات کے دوران ان میں سے کئی اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور بے اختیار ان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہتے رہے۔ وہ اپنی قسمت پر نازاں تھے کہ انہیں نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ کا دیدار نصیب ہوا بلکہ اللہ نے ان سے بالمشافہ ملنے کا موقع بھی بہم پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ ان نومبائعین کی خلافت سے محبت اور وفا میں مزید اضافہ فرمائے اور انہیں ثبات قدم عطا فرمائے۔ آمین

ملاقات کے بعد ان میں سے اکثر کی حالت یکسر بدلی ہوئی دکھائی دی۔ خلافت حقہ سے ان کی محبت دیکھ کر دل بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے ہیں، سچے ہیں، سچے ہیں اور انسان ہاں ایک سعید فطرت انسان آپ کے دعاوی کے صدق اور آپ کی خلافت اور جماعت کی سچائی کی گواہی دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا اور کون ہے جو مختلف قوموں نسلوں اور رنگوں سے تعلق رکھنے والوں اور مختلف بولیاں بولنے والوں کے دلوں میں خلافت سے محبت کو اپنے والدین اور ہر پیاری چیز سے بھی زیادہ عزیز تر بنا دیتا ہے اور چند لمحوں کی ملاقات انہیں محبت وفدائیت کی سیر روحانی میں کئی پیدائشی احمدیوں سے بھی آگے بڑھا دیتی ہے۔ فسبحان الذی اوفیٰ الا مانی۔

ملاقاتوں کے بعد ایک بجکر 55 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نماز ظہر و عصر پڑھانے کیلئے تشریف لائے۔ واپسی پر حضور انور نے مسجد والے ہال کا دروازہ کھول کر فرمایا کہ فجر کی نماز تو یہاں بھی ہو سکتی تھی۔ اس پر جب عورتوں کے حوالے سے ایک انتظامی مشکل کا ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ وہ مردوں کے پیچھے بھی کھڑی ہو کر نماز پڑھ سکتی ہیں اور شریعت کا بھی یہی تقاضا ہے۔ پھر فرمایا کہ اگر مرد زیادہ ہوں تو عورتیں ملاقات والے ہال میں نماز پڑھ لیں۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے۔

ایک تاریخی اہمیت کے حامل گھر کا وزٹ

دوپہر تین بجے حضور انور اس مکان کو دیکھنے کیلئے زیورک شہر کی طرف روانہ ہوئے جہاں حضرت مصلح موعودؓ نے 1955ء کے سفر کے دوران اپنے اہل خانہ اور قافلہ کے ہمراہ قیام فرمایا تھا۔ تاریخ احمدیت کے نئے ایڈیشن کی جلد نمبر 16 کے صفحہ 513 پر اس مکان کا ذکر ملتا ہے۔ 2004ء کے سوئٹزرلینڈ کے دورہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نے مکرم امیر صاحب سوئٹزرلینڈ کے نام ایک خط میں اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ آئندہ جب سوئٹزرلینڈ کا دورہ ہو تو اس مکان کو دیکھنے کا پروگرام بھی رکھیں۔ چنانچہ جماعت نے تاریخ احمدیت میں درج اس کے ایڈریس کے مطابق مکان تو تلاش کر لیا لیکن اس کی تین منزلوں اور ان کے اندر کئی فلیٹ ہونے کی وجہ سے اب مشکل یہ پیش آئی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کس منزل پر اور کس گھر میں رہائش رکھی تھی۔ اس کی تعین نہیں ہو رہی تھی اور سوئٹزرلینڈ کے پرانے احمدیوں میں سے بھی کوئی ایسا نہیں تھا جو اس بارہ میں معلومات دے سکے۔ زیورک شہر کی انتظامیہ اور اسی طرح اس مکان کی انتظامیہ سے بھی رابطہ کیا گیا لیکن کوئی مدد نہ مل سکی۔ اس مکان کی دوسری منزل (جو عملاً فرسٹ فلور ہے) کے رہائشی Mr. Galudec Patrick Le سے ملنے کیلئے مکرم امیر صاحب اور مکرم ملک عارف محمود صاحب گئے۔ یہ شخص اس سارے مکان کا بھی مالک ہے لیکن غیر ملکیوں کے بارہ میں متعصب ہونے کی وجہ سے اس نے ان کی بات سنے بغیر دروازہ بند کر دیا۔ پھر خط اور ٹیلیفون کے ذریعہ بھی اسے قائل کرنے کی کوشش کی گئی تاکہ وہ مکان دکھانے کیلئے راضی ہو جائے لیکن وہ نہیں مانا۔ بالآخر حضور انور کی خدمت میں دعا کی دخواست کی گئی تو آپ کی دعاؤں کے صدقے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور اس شخص کا دل نرم پڑ گیا اور وہ اندر سے گھر دکھانے پر راضی ہو گیا۔ لیکن اس کی شرائط ابھی بھی سخت تھیں کہ پانچ لوگوں سے زیادہ اندر نہ آئیں اور سارے جوتے اتار کر آئیں وغیرہ وغیرہ۔ بہر حال مکان دیکھنے کا بندوبست تو اللہ تعالیٰ نے کر دیا لیکن ابھی تک یہ کنفرم نہیں ہو رہا تھا کہ حضرت مصلح موعودؓ 1955ء میں واقعی اس گھر میں قیام پذیر ہوئے تھے۔ اس مشکل کو حل کرنے کیلئے مکرم سید محمد احمد صاحب (ابن مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر) نائب افسر حفاظت خاص نے حضرت مصلح موعودؓ کی صاحبزادی اور اپنی والدہ محترمہ بی بی امۃ المتین صاحبہ سلّمھا اللہ سے بذریعہ فون رابطہ کیا جو کہ 1955ء کے دورہ میں حضورؓ کے ساتھ زیورک تشریف لائی تھیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ سارا مکان ہی حضرت مصلح موعودؓ اور آپ کے قافلہ کے افراد کے زیر استعمال رہا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی رہائش دوسری منزل (یعنی فرسٹ فلور) پر تھی۔ انہوں نے اس گھر کا نقشہ بھی تفصیل سے بتایا جس سے معین طور پر پتہ چل گیا کہ واقعی یہی وہ گھر تھا جس میں حضرت مصلح موعودؓ ٹھہرے تھے اور جس کے دکھانے کا آج جماعت سوئٹزرلینڈ نے انتظام کر رکھا تھا۔ بہر حال جب حضور انور کو اس بات کی اطلاع دی گئی تو حضور پرنور فوراً ہی اس مکان کو دیکھنے کی خاطر زیورک جانے کیلئے نیچے تشریف لے آئے۔ اس سفر میں سوئٹزرلینڈ جماعت کے درج ذیل افراد کو بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں قافلے کے ساتھ زیورک جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

1۔ مکرم طارق ولید Tarnutzer صاحب (امیر جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ)۔ 2۔ مکرم صداقت احمد صاحب (مبلغ انچارج سوئٹزرلینڈ)۔ 3۔ مکرم عبدالوحید وڑائچ صاحب (صدر مجلس خدام الاحمدیہ سوئٹزرلینڈ)۔ 4۔ مکرم رحمت اللہ زاہد صاحب۔ 5۔ مکرم ناصر محمود صاحب۔ 6۔ مکرم ساجد صفیت اللہ صاحب۔ 7۔ مکرم مبارک اسماعیل بٹ صاحب (فوٹو گرافر)۔ 8۔ مکرم

راشد وڑائچ صاحب ۔9۔مکرم ندیم کمال شاہ صاحب

ان کے علاوہ مکرم ملک عارف محمود صاحب جو اس گھر کو دکھانے کے جملہ انتظامات کے ذمہ دار تھے وہ بھی اپنی ٹیم کے ساتھ حضور انور کو ریسیو کرنے کیلئے پہلے سے وہاں موجود تھے۔ان کی ٹیم میں مکرم وسیم کمال شاہ صاحب اور مکرم مبشر مبارک خواجہ صاحب بھی شامل تھے۔

حضور انور کی آمد سے قبل مکرم عارف محمود ملک صاحب نے گھر کے مالک کو حضور انور کی طرف سے پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔قافلے کی گاڑیاں موٹرویز A7 اور A1 کے رستے زیورک شہر پہنچیں اور شہر کی مختلف سڑکوں سے ہوتے ہوئے اس مکان کے سامنے آ کر رکیں تو اس وقت گھر کا مالک کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا جیسے ہی اسکی نظر حضور انور کے پرنور چہرے پر پڑی تو وہ حضور کی شخصیت سے اس قدر متاثر ہوا کہ اسی وقت بھاگتے ہوئے نیچے اترا اور مکان کے باہر مین دروازے کے سامنے حضور انور کے استقبال کیلئے احتراماً ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوگیا۔اس کے رویہ میں پہلے جو سرد مہری پائی جاتی تھی وہ یکسر ختم ہو کر گرمجوشی میں بدل چکی تھی۔وہ نہایت ادب کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ کو ملا اور پھر ہمیں اپنا گھر دکھانے کیلئے اوپر لے گیا۔وہی شخص جو بمشکل اس شرط کے ساتھ پانچ افراد کو گھر دکھانے پر راضی ہوا تھا کہ جوتے اتار کر گھر میں داخل ہوں وہ اب اس قدر مرعوب دکھائی دے رہا تھا کہ اسے کوئی بھی شرط یاد نہ رہی اور پانچ کیا 15 سے بھی زائد لوگوں کو اس نے بڑی عزت اور احترام کے ساتھ خود اپنا گھر اندر سے دکھایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ساڑھے تین بجے بعد دوپہر اس گھر میں داخل ہوئے تو آپ نے اس گھر میں دائیں طرف دو کمرے ملاحظہ فرمائے جن کے بائیں طرف باتھ روم اور کچن بنے ہوئے ہیں۔بالکل سامنے بڑا سٹنگ روم ہے۔دائیں طرف دونوں کمروں کے آگے ماضی میں ایک تیسرا کمرہ بھی ہوا کرتا تھا جو درمیانی دیوار نکال کر اب سٹنگ روم کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔محترمہ صاحبزادی امتہ المتین صاحبہ سلمہا اللہ کے بیان کردہ نقشہ کے مطابق یہی وہ کمرہ تھا جس میں حضرت مصلح موعودؓ نے 1955ء میں قیام فرمایا تھا۔اس نئے سٹنگ روم کے اوپر چھت پر بنے ہوئے دو الگ الگ حاشیے بھی اسی بات کی تائید کرتے دکھائی دے رہے تھے کہ پہلے اس جگہ دو کمرے ہی ہوا کرتے تھے جن کی درمیانی دیوار کو نکال کر اب ایک ہی بڑا کمرہ (سٹنگ روم) بنا دیا گیا ہے۔حضور انور نے اس کا جائزہ لیا اور مالک مکان سے بعض سوالات بھی پوچھے۔اس دوران مکرم عمیر علیم صاحب اور مکرم خالد کرامت صاحب نے اس نادر تاریخی گھر کی مختلف تصاویر کھینچیں اور ویڈیو بھی بنائی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ تین بجکر چالیس منٹ پر اس مکان سے باہر تشریف لائے اور قافلہ مسجد نور Wigoltingen کی طرف روانہ ہوگیا۔اور 30 منٹ کے سفر کے بعد حضور ایدہ اللہ چار بجکر دس منٹ پر واپس مسجد نور پہنچ گئے۔

گرین ہاؤس اور ڈیری فارمز کی سیر

جماعت سوئیٹزرلینڈ کے اس نئے مرکز کے قریب ہی کچھ گرین ہاؤسز اور ڈیری فارمز ہیں جن میں سے ایک Green House اور دو ڈیری فارمز دیکھنے کا بھی آج پروگرام تھا۔اس کیلئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ پانچ بجکر پچاس منٹ پر رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ اگر نزدیک ہی ہے تو پیدل چلتے ہیں اور پھر پیدل ہی گرین ہاؤس کی طرف چل دیئے جبکہ فیملی اور قافلے کے بعض افراد گاڑیوں کے ذریعہ وہاں پہنچے۔

گرین ہاؤس میں سرخ، گلابی، جامنی، پیلے اور سفید رنگ کے گلاب کے ہزاروں پودے قطار در قطار لگے ہوئے تھے۔وہاں کام کرنے والے ایک شخص Tony نے گرین ہاؤس دکھایا اور پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ بھی ادا کیا کہ آپ وقت نکال کر اس Green House کو دیکھنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔وہ حضور انور اور تمام موجود افراد کو گرین ہاؤس کے اندر لے گیا اور مصنوعی طریق پر پودوں کو ضرورت کے مطابق ٹمپریچر اور روشنی بہم پہنچانے کے انتظام کے بارہ میں تفصیل سے بتایا۔Mr.Tony نے بتایا کہ گلاب کے ان پودوں کو پچھلے سال جولائی میں کاشت کیا گیا تھا۔ایک پودا چھ سے سات سال تک زمین میں رہتا ہے۔پھر اسے اکھاڑ کر اس کی جگہ نیا پودا لگا دیا جاتا ہے۔ اگست کے مہینے میں پودوں کی کٹنگ کی جاتی ہے۔اس نے بتایا کہ وہ ہر روز دس سے پندرہ ہزار تک پھولوں کی Stamps فروخت کرتے ہیں ۔ان کا تھوک کا کاروبار ہے اور وہ پھولوں کی دکانوں کو یہ سارا مال سپلائی کرتے ہیں۔ پھولوں کی قیمت کا انحصار اس کے سائز پر ہے۔30 سینٹی میٹر سے لیکر 80 سینٹی میٹر کے پھول فروخت ہوتے ہیں۔سرخ گلاب دوسرے رنگ کے پھولوں کی نسبت زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔گرین ہاؤس میں ہر پودے کے ساتھ ایک پائپ لگا ہوا تھا جس کے ذریعہ سے پودے کو پانی دیا جاتا ہے۔ہر ایک مربع میٹر پر 7 پودے لگائے جاتے ہیں۔آخر پر حضور انور نے Mr.Tony کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے گرین ہاؤس اور گلاب کے پودوں اور پھولوں کے بارہ میں قیمتی معلومات بہم پہنچائی ہیں۔Mr.Tony نے حضور انور ایدہ اللہ کو گلاب کے پھولوں کی تصاویر پر مشتمل ایک کارڈ تحفتہً پیش کیا۔اس کے بعد حضور انور اسی گرین ہاؤس میں واقع ایک دکان کو دیکھنے کیلئے تشریف لے گئے جس میں گلاب کے پھولوں کو سٹور کیا جاتا ہے۔دکان کے کھلنے کا وقت اگرچہ ختم ہو چکا تھا لیکن Mr.Tony نے حضور انور کے احترام میں روزمرہ معمول سے ہٹ کر اس دکان کو کھولا اور وہاں سٹور کئے ہوئے مختلف پھول دکھاتے ہوئے بتایا کہ یہ اس موسم کی ابتدائی فصل ہے۔اس سے اگلی فصل کے پھول مزید اچھے ہوں گے۔حضور انور نے وہاں سے سرخ گلاب کے پھولوں کا ایک نہایت خوبصورت گلدستہ خریدا اور پھر سوا چھ بجے یہاں سے ڈیری فارم دیکھنے کیلئے روانہ ہوئے۔

اور پھر سوا چھ بجے یہاں سے ڈیری فارم دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے۔جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ وہاں پہنچے تو اس کا مالک Mr.Hanz اس وقت گائیوں کا دودھ دھو رہا تھا۔حضور انور اور فیملی کے افراد دودھ دھونے کے عمل کو مشاہدہ کرنے کے لئے گائیوں کے باڑہ کے اندر تشریف لے گئے۔ڈیری فارم کے مالک زمیندار نے بتایا کہ اس کے پاس کل 21 گائیاں ہیں جن میں سے ہر گائے چوبیس گھنٹوں میں روزانہ دو دفعہ 20 سے لیکر 30 لیٹر تک دودھ دیتی ہے۔گرمیوں میں گائیوں کو گھاس کھلایا جاتا ہے جبکہ سردیوں میں دوسری قسم کا چارہ دیا جاتا ہے۔اس نے بتایا کہ یہ دودھ جو وہ دھو رہا ہے پائپ کے ذریعہ ایک ٹینک میں چلا جاتا ہے اور جب وہ ٹینک بھر جاتا ہے تو پھر اسے پنیر بنانے والی فیکٹری میں دے آتا ہے۔گائیں دودھ نکلوانے کے لئے خود بخود باری باری آتی رہتی ہیں اور دودھ دینے کے بعد جب ایک چلی جاتی ہے تو دوسری اس کی جگہ پر آ جاتی ہے چنانچہ ہم نے بھی یہ دیکھا کہ وہاں گائیں قطار میں ایک دوسری کے پیچھے کھڑی تھیں اور اپنی باری کا انتظار کر رہی تھیں۔

ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ اس ڈیئری فارم سے نکل کر قریب ہی واقع ایک دوسرے فارم پہ پہنچے۔اس فارم میں گائیوں کا دودھ آٹومیٹک مشین کے ذریعہ دھویا جاتا ہے۔یہ فارم Mr.Jürg کی ملکیت ہے۔ہمارے مشن کے سامنے کی ساری زمین اسی کی ہے۔اس فارم میں کل پچاس گائیاں ہیں۔آٹومیٹک مشین 24 گھنٹے چلتی رہتی ہے اور گائیاں باری باری جب ان کا دل چاہتا ہے دودھ نکلوانے کے لئے اس مشین کے اندر ایک مخصوص جگہ پر آ کر کھڑی ہو جاتی ہیں۔یہاں بھی گائیاں قطار میں کھڑی اپنی باری کا انتظار کر رہی تھیں۔ ہر گائے کے گلے میں ایک نمبر لٹکا ہوا تھا۔جب بھی کوئی گائے دودھ نکلوانے کے لئے مشین کے اندر بنے ہوئے شکنجے میں داخل ہوتی تو مشین میں لگا ہوا سینسر اس کو پڑھ کر کمپیوٹر کو بتا دیتا کہ فلاں گائے اس وقت دودھ دھلوانے کے لئے آئی ہوئی ہے۔اسی وقت اس گائے کا نمبر مشین میں لگی ہوئی سکرین پر آ جاتا ہے تو سب سے پہلے کمپیوٹر یہ چیک کرتا ہے کہ اس گائے نے دودھ دینا بھی ہے کہ نہیں۔ اگر اس نے دودھ نہ دینا ہو تو شکنجے کا دروازہ کھلتا ہے اور گائے باہر نکل جاتی ہے لیکن اگر اس نے دودھ دینا ہو تو پہلے مشین گائے کے تھنوں کو برش سے صاف کرتی ہے۔پھر ان کے اوپر جراثیم کش دوائی لگاتی ہے اور پھر سینسر کی مدد سے دودھ دھونے والے آلات اس کے تھنوں کو لگ جاتے ہیں اور مشین گائے کا دودھ دھونا شروع کر دیتی ہے۔کس گائے نے کتنا دودھ دیا؟ کون سی گائے 24 گھنٹے میں کتنی بار دودھ دھلوانے کے لئے آئی؟ اس کا ریکارڈ مشین ساتھ کے ساتھ محفوظ کرتی جاتی ہے۔کمپیوٹر وقت کے حساب سے ان گائیوں کا ڈیٹا بھی ریکارڈ کرتا جاتا ہے جن کو دودھ دھلوائے ہوئے زیادہ وقت ہو گیا ہوتا کہ فارم کے مالک کو پتہ چل سکے کہ کون سی گائے کتنے گھنٹوں سے دودھ دھلوانے کے لئے نہیں آئی۔پھر ایسی گائیوں کو مالک خود مشین کے پاس لے کر آتا ہے۔فارم کے مالک نے بتایا کہ صرف دو گائیں ایسی ہیں جو کبھی کبھار دودھ دھلوانے کے لئے آنے میں سستی کرتی ہیں تو پھر انہیں خود لانا پڑتا ہے۔ایک گائے دودھ دھلوانے کے بعد جب مشین سے نکل کر واپس اپنے باڑہ میں چلی جاتی ہے تو اس کا دودھ کنستر سے بڑے ٹینک میں چلا جاتا ہے۔ مشین ہر گھنٹے کے بعد اپنی ہلکی پھلکی صفائی کرتی ہے لیکن ہر چوبیس گھنٹوں میں تین دفعہ مکمل صفائی بھی کرتی ہے۔مشین اس بات کو بھی چیک کرتی ہے کہ دودھ دینے والی گائے بیمار تو نہیں اور اس کا دودھ صحت کے لئے مضر تو نہیں اور یہ کہ اس میں کسی قسم کا کوئی خون یا بکٹیریا تو شامل نہیں۔اس فارم کی ایک گائے جو زیادہ دودھ دیتی ہے وہ چوبیس گھنٹے میں پانچ مرتبہ دودھ دینے کے لئے آتی ہے اور اوسطاً اس کا دودھ 50 لٹر ہوتا ہے۔وہاں پر موجود پچاس گائیوں سے روزانہ اوسطاً ایک ہزار لٹر دودھ حاصل ہوتا ہے۔اس مشین میں جراثیم کش دوائی کے علاوہ صفائی کے لئے 20 لٹر لیکوڈ ڈالا جاتا ہے جو چار ماہ تک کے لمبے استعمال کے لئے کافی ہوتا ہے۔یہ مشین گائے کا دودھ دھونے کے بعد اس کے تھنوں کی دوبارہ صفائی کرتی ہے اور ان پر جراثیم کش دوائی لگا دیتی ہے۔جس کے بعد شکنجے کا دروازہ خود بخود کھلتا ہے اور گائے باہر نکل جاتی ہے اور اس کی جگہ دوسری گائے شکنجے میں آ جاتی ہے۔جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اس مشین کے پاس گائیں دودھ دھلوانے کے انتظار میں قطار در قطار کھڑی رہتی ہیں اور ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری مشین کے ذریعہ دودھ دھلواتی رہتی ہے اور یہ سلسلہ چوبیس گھنٹے جاری رہتا ہے۔یہ مشین جب گائے کا دودھ دھو رہی ہوتی ہے تو اس وقت ایک خاص قسم کی خوراک بھی گائے کو دیتی ہے جو انہیں بہت مرغوب ہوتی ہے۔گویا ان کیلئے سویٹ ڈش کا درجہ رکھتی ہے۔اس فارم کے مالک نے بتایا کہ اس خودکار مشین کے ذریعہ میں دودھ دھلوانے کیلئے گائیوں کو باقاعدہ ٹریننگ دی جاتی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ پورے سوئیٹزرلینڈ میں اس طرح کے آٹومیٹک پلانٹ کی تعداد دو سو کے قریب ہے۔یہ سسٹم دس سال پرانا ہے اور کامیابی سے چل رہا ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خودکار پلانٹ میں گہری دلچسپی لی اور فارم کے مالک سے اس کے متعلق کئی سوالات بھی دریافت فرمائے۔اس موقع پر قافلے کے ایک دوست کو جو بڑے انہماک اور توجہ سے مشین اور اس کی کارکردگی کو دیکھ رہے تھے، حضور انور نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ لگتا ہے ان کا ارادہ ایسا پلانٹ لگوانے کا ہے۔مکرم عبداللہ سپرا صاحب (آف جرمنی) بھی وہاں موجود تھے۔حضور نے انہیں بھی فرمایا کہ عبداللہ! تمہیں بھی ٹھٹھہ چندو میں ایک ایسا پلانٹ لگوانا چاہئے۔اس کے بعد حضور انور نے فارم کے مالک کا شکریہ ادا کیا اور پونے سات بجے وہاں سے واپس مسجد نور تشریف لے آئے اور فرمایا کہ یہ آخری والا آئٹم اچھا تھا۔دوسرا طریقہ تو میں نے ہالینڈ میں بھی دیکھا ہوا ہے۔

بعد ازاں پونے آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بڑی مارکی میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور اس کے ساتھ ہی آج کا پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔مساء الخیر اور شب بخیر۔

22/اپریل 2010ء

22 اپریل 2010ء کو جمعرات کے دن حضور انور ایدہ اللہ کی بیرونی مصروفیات بہت محدود رہیں اور زیادہ وقت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتری امور بجا لانے کیلئے اپنی رہائش گاہ میں ہی گزارہ۔5 بجکر 40 منٹ پر حضور انور نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے لئے تشریف لائے۔

تقریب آمین

نمازوں کے بعد آمین کی تقریب منعقد ہوئی جس میں بارہ اطفال اور تیرہ ناصرات سے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی مختلف آیات سنیں۔اور جو بچے آمین کے دوران اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے بغیر قرآن کریم کی تلاوت شروع کر دیتے تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بڑے پیارے انداز میں انہیں پہلے تعوذ پڑھنے کی طرف بھی توجہ دلاتے رہے۔اس تقریب کیلئے جماعت سوئیٹزر لینڈ نے بڑا اہتمام کیا تھا۔ایک فارم تیار کر کے جماعتوں سے بچوں کے نام منگوائے گئے اور اس کے لئے عمر کی حد 11-12 سال مقرر کی گئی۔جن بچوں کے نام جماعت کو موصول ہوئے ان سے قرآن کریم کے بعض حصے سن کر پوری تسلی کی گئی کہ وہ پڑھ بھی سکتے ہیں کہ نہیں۔پھر مربی صاحب اور ان کی اہلیہ نے (جو صدر لجنہ سوئیٹزر لینڈ ہیں) بچوں کا تلفظ چیک کیا اور اس تقریب کے انتظامات کے لئے محترم عبدالسمیع صاحب کو مقرر کیا گیا اور اس طرح اس تقریب کے انعقاد کیلئے خوب تیاری کی گئی۔جن بچوں اور بچیوں کو اس موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو قرآن کریم سنانے کی سعادت نصیب ہوئی ان کے اسماء بغرض دعا ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

1۔عزیزم جاذب چوہدری ابن چوہدری طاہر محمود صاحب آف آرگاؤ۔2۔عزیزم وجیہ اللہ ابن ملک ظفر اللہ صاحب آف زیورک۔3۔عزیزم بلال وڑائچ ابن عبدالوحید وڑائچ صاحب آف زیورک۔4۔عزیزم نبیل احمد ابن خلیل احمد صاحب آف زیورک۔

5۔عزیزم احد صدیق ابن عامر صدیق صاحب آف وینٹر تھور۔6۔عزیزم فرقان احمد کاہلوں ابن احسن سلطان کاہلوں صاحب آف باذل۔7۔عزیزم روحان محمود ابن چوہدری شاہد محمود صاحب آف ترگاؤ۔

8۔عزیزم حسان رضوان ابن رضوان مبشر صاحب آف زیورک۔9۔عزیزم زبیر خان ابن جاوید خان صاحب آف بیرن۔10۔عزیزم رمیض احمد ابن بشارت احمد انیس صاحب آف وینٹر تھور۔11۔عزیزم طلحہ وڑائچ ابن عبدالوحید وڑائچ صاحب آف زیورک۔12۔عزیزم محمد کمال احمد ابن محمد افضل صاحب آف زیورک۔

13۔عزیزہ بشریٰ رحمان بنت کلیم الرحمان صاحب آف زیورک۔14۔عزیزہ عیشہ عبدالسمیع بنت عبدالسمیع صاحب آف زیورک۔15۔عزیزہ طوبیٰ قمر بنت قمر الزمان صاحب آف آرگاؤ۔16۔عزیزہ غزالہ قمر بنت قمر الزمان صاحب آف آرگاؤ۔17۔عزیزہ شمائم حسنی بنت توقیر احمد حسنی صاحب آف آرگاؤ۔

18۔عزیزہ فریحہ ملک بنت ملک ظفر اقبال صاحب آف آلشٹیٹن۔19۔عزیزہ عائشہ صدیقہ بنت قمر الحق بٹ صاحب آف بیرن۔20۔عزیزہ نائلہ سلطان کاہلوں بنت احسن سلطان کاہلوں صاحب آف باذل

21۔عزیزہ کائنات خضر بنت ملک خضر حیات صاحب آف آلشٹیٹن۔22۔عزیزہ عالیہ اوپلیگر بنت محمد اوپلیگر آف بیرن۔23۔عزیزہ طیبہ بابر بنت بابر جاوید صاحب آف زیورک۔

ان کے علاوہ نسبتاً بڑی عمر کی تین بچیوں نے اپنی فیملی ملاقات کے دوران حضور انور ایدہ اللہ سے درخواست کی کہ حضور ان کی آمین کروا دیں تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت ملاقات میں ہی ان سے قرآن کریم سن کر ان کی بھی آمین کروا دی۔ان بچیوں کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔عزیزہ وجیہ وسیم بنت وسیم خان صاحب

2۔عزیزہ سمیرا محمود بنت طاہر کلا صاحب

3۔عزیزہ فاطمہ ملک بنت ملک قیصر زمان صاحب

اللہ تعالیٰ ان سب بچوں، بچیوں کے سینوں کو قرآنی نور سے بھر دے اور ان کے دلوں کو قرآن کریم کے علوم اور معارف سمجھنے کا شعور عطا فرمائے۔آمین

امیر و مشنری انچارج کو ہدایات

تقریب آمین کے بعد فیملی ملاقاتوں کا پروگرام تھا۔اس کیلئے حضور وہاں سے سیدھے دفتر تشریف لائے۔لیکن ملاقاتوں سے پہلے آپ نے محترم امیر صاحب اور محترم مربی سلسلہ سوئٹزرلینڈ کو دفتر طلب فرما کر ان کے ساتھ 35-40 منٹ تک ایک ضروری میٹنگ کی اور انہیں مختلف امور کے بارہ میں ہدایات سے نوازا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان سے اس نئے مشن ہاؤس کی بلڈنگ اور اس میں ہونے والے کاموں کی تفصیلات پوچھیں اور فرمایا کہ بلڈنگ بنانا تو آسان ہے لیکن اس کو Maintain رکھنا مشکل ہوتا ہے۔یہ بلڈنگ اچھی بن گئی ہے۔اب اس کو Maintain رکھیں اور ضرورت کے مطابق ساتھ ساتھ مرمتیں کرواتے رہا کریں۔محترم امیر صاحب نے عرض کیا کہ حضور اس بلڈنگ کو بنانے میں بڑی مشکلات سے گزرنا پڑا ہے۔جس کو اس کے بنانے کا ٹھیکہ دیا تھا وہ کام مکمل کئے بغیر بھاگ گیا۔عدالت میں اس کے ساتھ مقدمہ چل رہا ہے۔اس میں کامیابی کیلئے دعا کی بھی درخواست ہے۔اس موقعہ پر حضور انور ایدہ اللہ نے اس مقدمہ کے بارہ میں دریافت فرمایا کہ کیوں ہوا اور کس نے کیا؟محترم امیر صاحب نے بتایا کہ جس فرم کو اس کا ٹھیکہ دیا تھا وہ اسے طے شدہ رقم میں مکمل نہیں کر سکی اور مزید پیسوں کا مطالبہ کرنے لگی۔اس لئے ہم نے اسے کام کرنے سے روک دیا تو اس نے ہمارے خلاف کیس کر دیا۔جس پر مجبوراً ہمیں بھی اس کے خلاف کیس کرنا پڑا جو اب عدالت میں زیر سماعت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے محترم امیر صاحب سے مشن ہاؤس کی تعمیر اور اس کی مرمتوں پر اٹھنے والے اخراجات کے بارہ میں بھی دریافت فرمایا نیز Boiler کو شمسی توانائی (Solar سسٹم) پر چلانے کی ہدایت فرمائی۔حضور انور کی رہائش گاہ میں رکھے ہوئے بڑے بڑے TVS کے بارہ میں بھی حضور نے فرمایا کہ اتنے بڑے بڑے ٹی وی سیٹ کیوں رکھے ہیں؟ ہمیں تو اتنے بڑے TVS کی ضرورت نہیں۔ان چیزوں پر اتنے پیسے خرچ نہیں کرنے چاہئیں۔اس پر حضور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ جماعت نے نہیں خریدے بلکہ بعض دوستوں نے تبرک کروانے کی خاطر پیش کئے تھے۔اس لئے ہم نے یہاں رکھ دیئے۔لیکن دورہ کے بعد ان کی جگہ چھوٹے TV سیٹ رکھ دیئے جائیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے مشن ہاؤس کے باہر والے ہال کی ضروری مرمتیں کروانے کی بھی ہدایت فرمائی اور فرمایا کہ اگر ممکن ہو اور اجازت ملے تو اس کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے مینار بھی بنوائیں۔نیز فرمایا کہ میناروں پر پابندی کے ایشو پر آپ نے اچھا کام کیا ہے۔اس ایشو کو مرنے نہیں دینا۔اس کو زندہ رکھیں اور بار بار اسے اٹھاتے رہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ہدایت فرمائی کہ لندن میں مختلف تقریبات اور Peace کانفرنس کے دوران میں نے جو تقاریر کیں ہیں وہ بھی منگوائیں اور جرمن اور فرنچ زبانوں میں ان کے تراجم کروا کر بکثرت تقسیم کریں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان میں، میں نے ان حکومتوں سے یہ کہا ہے کہ اگر عورتوں کے پردے اور حجاب پر یا میناروں پر پابندی لگانے سے آپ کے سارے مسئلے حل ہو جاتے ہیں تو میں آپ کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہوں۔لیکن اگر یہ باتیں آپ کے مسائل کا حل نہیں اور یقیناً نہیں ہیں تو پھر آپ لوگوں کے مذہبی معاملات کو چھیڑ کر بلا وجہ انہیں تشدد کی راہیں اختیار کرنے پر مجبور نہ کریں۔

اس موقع پر محترم صداقت احمد صاحب (مربی سلسلہ) نے عرض کیا کہ میں نے ایک صحافی سے یہاں یہ بات کی تھی کہ اگر میناروں پر پابندی لگانے سے گھریلو تشدد اور اسی طرح کے دوسرے مسئلے حل ہوتے ہیں تو ہم آپ کے ساتھ ہیں کیونکہ ہم بھی انہیں مسائل کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ویسے آپ کے نزدیک میناروں پر پابندی ہی چونکہ ان مسائل کا حل تھا اس لئے ان پر پابندی کے بعد آپ لوگ ان مسائل پر بات کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہاں، یہ بات بار بار پیش کریں اور اب اس ایشو کو خوب اچھالیں۔

محترم ولید طارق صاحب (امیر جماعت سوئیٹزرلینڈ) نے حضور انور کی خدمت میں اس مرکزی ہدایت کے بارہ میں کہ احمدی خواتین اور بچیاں برقعہ کے حوالہ سے اخباروں میں خطوط اور مضامین لکھیں، مزید راہنمائی کی درخواست کی تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ جو بھی حجاب لیتی ہیں ان سے لکھوائیں۔اس کیلئے برقعہ پہننا تو ضروری نہیں اور جس برقعہ کی یہ لوگ بات کرتے ہیں اس کے خلاف تو میں خود بھی کہہ چکا ہوں۔چہرے پر ٹھوڑی کے اوپر سے نقاب آجائے اور سینہ پوری طرح سے ڈھکا ہوا ہو۔حضور نے فرمایا کہ یہ کم از کم معیار ہے۔اصل چیز حیا ہے اور اس کا اظہار لباس کے ذریعہ سے ہونا چاہیے۔حضور انور نے مزید فرمایا کہ جو پہلے برقعہ پہنتی تھیں مگر اب اتار رہی ہیں تو وہ غلط کر رہی ہیں۔ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

محترم مربی صاحب نے نئی نسل کے حوالے سے حضور کی خدمت میں اپنی تشویش کا اظہار کیا تو حضور پُرنور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ مسائل ہر جگہ پیدا ہو رہے ہیں اس کیلئے آپ تربیت کی طرف توجہ دیں۔یہ مربی کا کام ہے، امیر کا کام ہے، صدر لجنہ کا کام ہے۔سب مل کر تربیت کریں اور مسلسل کریں تو پھر یہ مسائل کم ہوتے جائیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حجاب اور پردہ کے متعلق لنڈن میں کئی لڑکیوں نے اخبارات کو مضامین لکھے ہیں۔آپ بھی وہ مضامین وہاں سے منگوا لیں۔مشن ہاؤس میں لائبریری بنانے کے متعلق بھی حضور نے انہیں ہدایات مرحمت فرمائیں اور ارشاد فرمایا کہ لائبریری میں ساری کتابیں رکھوائیں۔قادیان سے بہت ساری کتابیں چھپی ہیں وہ بھی منگوائیں اور لائبریری میں رکھیں۔

محترم امیر صاحب نے سوئیٹزرلینڈ کے اس نئے مشن ہاؤس کا نام تجویز فرمانے کی درخواست کی تو آپ نے پہلی مسجد کا نام دریافت کرنے کے بعد فرمایا کہ اس کا نام "بیت النور" رکھ لیں اور اگر مسجد کی اجازت ہے تو پھر "مسجد نور" نام رکھ لیں۔اللہ کرے کہ جماعت سوئیٹزرلینڈ کی یہ مسجد ہمیشہ خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کرنے والے لوگوں کے دلوں کو ہر قسم کے الٰہی نوروں سے منور کرتی رہے اور ہمیشہ "نور علیٰ نور" وجود اس سے وابستہ رہیں۔آمین

محترم مربی صاحب نے اس دوران جب یہ عرض کیا کہ حضور اب ہماری توجہ یہاں کے دارالحکومت Bern کی طرف ہے کہ وہاں بھی کوئی مشن ہاؤس خریدا جائے تو حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہاں ایسی جگہ جہاں ہماری جماعت بھی ہو وہاں ضرور جگہ خریدیں اور مسجد بنانے کی کوشش کریں۔اللہ جماعت سوئیٹزرلینڈ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

اس کے بعد 6 بجکر 40 منٹ پر ملاقاتوں کا آغاز ہوا۔آج 48 فیملیز کے 232 افراد کو حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ملاقاتوں کی سعادت نصیب ہوئی۔یہ ملاقاتیں سوا دو گھنٹے تک جاری رہیں۔حضور نے ایک فیملی کی دو بچیوں کو پردہ اور حجاب کے بارہ میں اخباروں میں آرٹیکل لکھنے کی طرف توجہ دلائی۔اور میسیڈونیہ (مقدونیہ) کے ایک نو احمدی نے اپنی ملاقات میں جب اپنی بیوی کی طرف سے بعض مشکلات پیدا کرنے کا ذکر کر کے راہنمائی اور دعا کی درخواست کی تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ اسے کہیں کہ تم اپنا مذہب رکھو اور مجھے اپنے مذہب پر عمل کرنے دو اور اس دوران ہم دونوں دعا کرتے ہیں کہ جس کا مذہب سچا ہو، اس کی طرف اللہ تعالیٰ دوسرے کو ہدایت دے دے۔اس طرح آپ نے انہیں قرآن کریم کے ارشاد ''لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ'' کی روشنی میں ایسی پر حکمت نصیحت فرمائی کہ جس پر عمل کرنے کے نتیجے میں گھر کا امن وسکون قائم رہتا ہے۔پھر انہوں نے یہ ذکر کیا کہ حضور میری بیوی مجھے چندہ دینے سے روکتی ہے تو اس صورت میں کیا کروں؟ حضور نے فرمایا کہ آپ اسے کہیں کہ جب میں تمہاری ہر قسم کی ضرورتیں پوری کرتا ہوں تو پھر تم مجھے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے کیوں منع کرتی ہو۔تمہاری سب ضرورتیں پوری کرنے کے بعد جو کچھ میرے پاس بچتا ہے وہ میرا ہے اور اسے میں جہاں چاہوں خرچ کروں۔تمہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔بہر حال ملاقاتوں کا یہ سلسلہ شام 9 بجکر پانچ منٹ تک جاری رہا۔اس کے حضور انور ایدہ اللہ نے مغرب وعشاء کی نمازیں پڑھائیں جن کیلئے اذان اور اقامت کہنے کی سعادت محترم ملک عارف محمود صاحب کو حاصل ہوئی۔نمازوں کے دوران محترم صداقت احمد صاحب (مربی سلسلہ) کو اپنی ایک رؤیا کو ظاہری طور پر پورا کرنے کیلئے حضور انور کے اس ارشاد

باقی صفحہ 13 پر ملاحظہ فرمائیں

اذکروامحاسن موتاکم

مکرم چوہدری شرف الدین داراپوری صاحب مرحوم

(ڈاکٹر محمد اشرف میلو، ایم ڈی ایف اے سی پی ماہر امراض خون وکینسر امریکہ)

جب یہ عاجز 1980ء میں وقف کر کے نصرت جہاں سکیم کے تحت افریقہ جانے لگا تو اس وقت کے سیکرٹری مجلس نصرت جہاں مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب مرحوم مجھے اور ایک اور ڈاکٹر صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں ملاقات کے لئے لے گئے۔ حضور انور نے ہمارے خاندان کے متعلق پوچھا۔ جب اس عاجز نے بتایا کہ میں چوہدری شرف الدین صاحب کا نواسہ ہوں تو حضور انور مسکرائے اور فرمایا کہ چوہدری شرف الدین صاحب اپنے علاقے کے رئیس آدمی تھے۔

ہمارے نانا جان مکرم چوہدری شرف الدین صاحب 1905ء میں ضلع گورداسپور کے گاؤں داراپور میں پیدا ہوئے۔ دریائے بیاس کے کنارے یہ گاؤں قادیان سے کچھ زیادہ دور نہیں تھا۔ اس علاقے میں آپ کی وسیع زمینداری تھی۔ جب حضرت مصلح موعودؓ نے قادیان کے اردگرد کے دیہات میں تبلیغ کرنے کا ارشاد فرمایا تو احمدی مبلغین اس علاقے میں تبلیغ کے لئے آئے۔ علاقے میں نانا جان کے اثر ورسوخ کو دیکھ کر انہوں نے نانا جان کو تبلیغ کا ٹارگٹ بنایا۔ احمدی مبلغین کا خیال تھا کہ اگر نانا جان احمدی ہو گئے تو پورا علاقہ احمدی ہو جائے گا۔ ان کی کوششوں سے 1937ء میں نانا جان اور ان کے ساتھ ہمارے خاندان کے کچھ اور لوگوں نے خداتعالیٰ کے فضل سے احمدیت قبول کر لی۔ لیکن نہ صرف یہ کہ پورا علاقہ احمدی نہ ہوا بلکہ آپ کے چھوٹے بھائی جو اس وقت لاہور میں ریلوے میں ملازمت کرتے تھے وہ بھی احمدی نہ ہوئے۔ ہماری والدہ صاحبہ بتاتی ہیں کہ جب چھوٹے بھائی رخصت پر گاؤں آئے تو پورا گاؤں آپ کی حویلی میں اکٹھا ہو گیا کہ دونوں بھائیوں کی لڑائی ہو گی۔ لیکن لڑائی بالکل نہ ہوئی۔ جب ایک بھائی بات کرتا تو دوسرا خاموش ہو جاتا۔ اگرچہ چھوٹے بھائی کو آخر دم تک احمدیت قبول کرنے کی توفیق نہ ملی۔

نانا جان اور آپ کے ساتھ احمدی ہونے والے خاندان نے فوری طور پر اپنے آپ کو احمدیت کی تعلیم کے مطابق عمل پیرا کر لیا اور پرانے رسم ورواج چھوڑ دیئے۔ اپنوں اور بیگانوں کی طرف سے احمدیت کی مخالفت کا ساری عمر ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ احمدی ہونے کے بعد آپ کی دوستی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ساتھ ہو گئی۔ ہماری والدہ صاحبہ بتاتی ہیں کہ بعض اوقات ایسا ہوا کہ حضور انور تشریف لائے اور پھر دونوں دوستوں نے دریائے بیاس کے کنارے مرغابی کا شکار کھیلا۔ 1947ء میں جب کہ ہر طرف افراتفری کا عالم تھا۔ اردگرد کے دیہات کے مسلمان نانا جان کے گاؤں آ گئے۔ اس علاقے میں مسلمان زیادہ تھے۔ قریب ایک سکھوں کا گاؤں تھا۔ مسلمانوں کو چونکہ ان کی طرف سے خطرہ تھا۔ مسلمان نانا جان سے ان پر حملہ کرنے کی اجازت مانگنے لگے۔ ہماری والدہ صاحبہ کے مطابق سکھوں کے لیڈر نے آ کر نانا جان کے پاؤں پر پگڑی رکھ دی اور وفاداری کا وعدہ کیا۔ لہٰذا نانا جان نے مسلمانوں کو ایسا کرنے کی اجازت نہ دی۔ دوسرے علاقوں سے سکھ تیزی سے اس گاؤں میں جمع ہو رہے تھے۔ ان کا مقصد مسلمانوں پر حملہ کرنا تھا۔ ایک دن رات کو سکھوں نے اپنے گاؤں سے نانا جان کے گاؤں کی طرف منہ کر کے فائرنگ شروع کر دی۔ ادھر نانا جان نے بھی جواباً ان کی طرف فائرنگ کا جواب فائرنگ سے دینا شروع کر دیا۔ ان کی طرف سے پانچ یا چھ بندوقوں کا اکٹھا فائر ہوتا تھا۔ نانا جان کی طرف سے جواباً ایک بندوق کا فائر ہو رہا تھا۔

جب نانا جان کے پاس کارتوس ختم ہو گئے تو فائرنگ کا جواب نہ آنے پر سکھوں نے اپنا سنکھ بجایا کہ ہم نے چوہدری شرف الدین کو ہلاک کر دیا ہے۔ لیکن سکھوں کو حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ صبح کے وقت جب کشیدگی بہت بڑھ گئی تو حکام کو اطلاع ہوگئی۔ ایک فوج کا دستہ آ گیا۔ خوش قسمتی سے اس کا صوبیدار مسلمان تھا۔ اس نے مسلمانوں کو بحفاظت گورداسپور شہر کے عارضی کیمپ میں پہنچا دیا۔ اس وقت مسلمانوں کا خیال تھا کہ ہم نے چند ہفتے کے بعد واپس آ جانا ہے۔ نانا جان نے سوچا کہ اگر اس طرح علاقہ چھوڑ کر چلے گئے تو واپس آ کر سکھوں کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔ لیکن عزیزوں اور دوستوں نے سمجھایا کہ یہاں اب مقابلے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

گورداسپور کیمپ میں نانا جان کو عارضی طور پر علیحدہ گھر دیا گیا۔ پاکستان آ کر آپ نے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے گاؤں رلیوکے میں سکونت اختیار کی۔ ابھی زمین بھی الاٹ نہیں ہوئی تھی کہ نانا جان فرقان فورس میں شامل ہو کر کشمیر چلے گئے۔ وہاں پہ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ پرانی دوستی کی وجہ سے حضور انور نے نانا جان کو علیحدہ ملاقات کے لئے بلوا بھیجا۔ نانا جان نے اس ملاقات کا حال خود مجھے بتایا۔ آپ کے الفاظ میں ”میں نے ملیشیا کی شلوار اور قمیض پہنی ہوئی تھی۔ کپڑے بھی کوئی اتنے صاف نہیں تھے۔ حضور انور ایک لمبے ہال کے ایک کونے میں پاکستانی فوج کے ایک میجر کے پاس بیٹھے خشک پھل کھا رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر حضور انور نے جلدی سے آ کر گلے لگا لیا اور ساتھ لے جا کر اپنے ساتھ بٹھا لیا اور میجر کے ساتھ ان الفاظ میں تعارف کرایا کہ ”یہ صاحب اپنے علاقے کے بڑے زمیندار ہیں لیکن سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خدمت کے لئے آ گئے ہیں“۔

پاکستان آنے کے بعد نانا جان نے اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے کئی اغوا شدہ مسلمان عورتوں کی بازیابی میں مدد کی۔ پاکستان آنے کے تھوڑے عرصہ بعد تحصیل ڈسکہ کے قصبہ بھوپال والا میں مہاجرین اور مقامی لوگوں کا زمین پر جھگڑا ہو گیا۔ ثالث کے ذریعہ گورنمنٹ کی طرف سے فیصلہ کرانے کا مشورہ دیا گیا۔ ایک نمائندہ گورنمنٹ کی طرف سے تھا۔ مقامی لوگوں نے اپنے علاقے کے ایک زمیندار کو اپنا نمائندہ مقرر کر لیا۔ مہاجرین مختلف علاقوں سے آئے ہوئے تھے۔ لیکن انہوں نے نانا جان کو اپنی طرف سے نمائندہ بنا لیا۔ فیصلہ والے دن بہت سے لوگ ایک کھلے میدان میں اکٹھے ہو گئے۔ نانا جان نے فیصلہ پڑھ کر سنایا۔ سب لوگوں نے بیک زبان ہو کر کہا کہ انصاف ہوا ہے۔ نانا جان نے خود مجھے اس فیصلے کے متعلق بتایا کہ انہوں نے فیصلہ کرتے وقت ایک ایک کھیت کی حالت کو ذہن میں رکھا۔ یعنی زمین کی زرخیزی، پانی کی سہولت، فصل کی حالت، فصل کی قسم، مارکیٹ میں فصل لے جانے کی سہولت اور فصل کی قیمت وغیرہ وغیرہ۔ اس فیصلے کے بعد اس نئے علاقے میں بھی خداتعالیٰ کے فضل سے نانا جان کی عزت میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے نانا جان کے ساتھ ہمیشہ محبت اور شفقت کا سلوک فرمایا اور آخر دم تک دوستی کا بھرم رکھا۔

ہمارے خالو چوہدری نثار احمد صاحب آف ڈیفنس لاہور بتاتے ہیں کہ جس دن حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا خلافت کے عظیم روحانی مرتبہ کے لئے انتخاب ہوا، قصر خلافت کے احاطہ میں بہت سے احباب جمع تھے۔ آپ بھی نانا جان کے ساتھ کھڑے تھے۔ حضور انور کی نظر نانا جان پر پڑی۔ حضور انور نے اسی وقت پھر کمال شفقت سے اپنے پرانے دوست کو مصافحہ کا شرف بخشا۔ نانا جان نے ساری عمر آپ کے اپنے الفاظ میں ”غریب کی مدد کی اور مظلوم کا ساتھ دیا“ ایک دل کی لمبی بیماری کے بعد آپ نے اگست 1982ء میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ محض اپنے فضل سے جنت میں آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی نسلوں کو بھی آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سیدنا بلالؓ فنڈ

احمدیت کیلئے اپنی جان کی قربانی پیش کرنے والوں کے خاندانوں کی کفالت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 14 مارچ 1986ء کے خطبہ جمعہ میں ایک فنڈ کا اعلان فرمایا۔ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ میں جماعت کو یہ بھی تسلی دلانا چاہتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں کوئی بھی خدا کی راہ میں مارا جانے والا ہرگز یہ وہم لے کر یہاں سے رخصت نہیں ہوتا کہ میرے بیوی بچوں کا کیا بنے گا۔ جماعت احمدیہ میں ایسے لوگوں کے بچے یتیم نہیں ہوا کرتے۔ یہ ایک زندہ جماعت ہے اور یہ ناممکن ہے کہ جماعت اپنے قربانی کرنے والوں کے اہل وعیال کو اور ان کے حقوق کو بھول جائے۔ ایسی جماعتوں کی زندگی کی ضمانت اس بات میں ہے کہ ان کے قربانی کرنے والوں کو اپنے پسماندگان کے متعلق کوئی فکر نہ رہے۔

اس فنڈ کی عظمت اور اس کی اہمیت کے بارہ میں حضور نے فرمایا کہ یہ ہرگز صدقہ کی تحریک نہیں بلکہ جو شخص اس میں حصہ لے گا وہ اسے اعزاز سمجھے گا اور خیال کرے گا کہ مجھے جتنی خدمت کرنی چاہئے تھی اتنی نہیں کی بلکہ بہت ہی معمولی خدمت کی توفیق پائی ہے۔

اس تحریک میں حصہ لینے والوں کو نصائح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ پوری طرح شرح صدر اور محبت کے جذبہ سے جو دینا چاہتا ہے وہ دے، ادنیٰ سا بھی تردد یا بوجھ ہو تو وہ ہرگز نہ دے۔ یہ ایک خاص نوعیت کی تحریک ہے جس میں بشاشت طبع ہی ضروری نہیں بلکہ طبیعت کا دباؤ ضروری ہے۔ دل سے بے قرار تمنا اٹھ رہی ہو، یہ خواہش پیدا ہو رہی ہو کہ میں اس میں شامل ہوں۔ آج ایک آنہ بھی جس کو توفیق ہو وہ بھی بہت عظیم دولت ہے وہ بھی خداتعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑی سعادت ہوگی۔

اس اعلان کے ایک روز بعد یعنی 15 مارچ 1986ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس تحریک کو ”سیدنا بلالؓ فنڈ“ کا نام عطا فرمایا۔

اس فنڈ میں چندہ کی ادائیگی کرنے والے احباب کے ناموں کی فہرست دعا کیلئے ہر ماہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔

(سیدنا بلالؓ فنڈ کمیٹی)

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A. Khan, John Thompson,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

حاصل مطالعہ

28 مئی 2010ء کو لاہور میں دو احمدیہ مساجد دارالذکر اور بیت النور پر دہشتگردوں نے نماز جمعہ کے لئے آئے ہوئے نمازیوں پر نہایت ظالمانہ اور بہیمانہ طور پر اندھادھند فائرنگ کر کے، گرینیڈ پھینک کر اور خودکش بموں کے ذریعہ اسّی سے زائد احمدیوں کو شہید کر دیا اور درجنوں شدید زخمی ہوئے۔ یہ واقعہ ایسا دردناک اور دلوں کو دہلانے والا ہے کہ غیروں نے بھی اسے محسوس کیا۔

جناب عرفان صدیقی روزنامہ جنگ 30 مئی 2010ء میں اپنے کالم نقش خیال میں ''کیا یہ حُبّ رسولؐ ہے؟'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:۔

کیا یہ حُبّ رسولؐ ہے؟

''میں رات بھر بے کل رہا۔ اور کیکر کے تیز نوکیلے کانٹے کی طرح پیہم میرے دل میں کچوکے لگانے والی بے کلی کا سبب ایک چھوٹا سا سوال تھا۔'' کیا اس خبر سے میرے حضور، خاتم الانبیاء، رحمت دو جہاںؐ کی روح پاک کو آسودگی حاصل ہوئی ہوگی؟''۔

وہ جنہوں نے گالیاں دینے والوں کو دعائیں دیں، وہ جنہوں نے خون کے پیاسوں کو قبائیں عطا کیں، وہ جنہوں نے ستم ڈھانے والوں کو بیت اللہ کی چابیاں بخش دیں، وہ جنہوں نے اپنی راہ میں کانٹے بچھانے اور سر مبارک پر کوڑا کرکٹ پھینکنے والوں کے لئے بھی دست دعا بلند فرمائے، وہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ '' آپؐ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے''۔ جب ہوا کے کسی لطیف جھونکے نے روضہ رسولؐ کی سبز جالیوں سے پرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی ہوگی تو آپ کی روح پاک بے کل نہ ہوئی ہوگی؟

لاہور میں دہشتگردی کا نشانہ بننے والے کون تھے؟ ان کا مذہب، عقیدہ اور مسلک کیا تھا؟ یہ سوالات غیر متعلقہ ہیں۔ وہ انسان تھے اور ہمارے دین کا درس ہے کہ ''ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے''۔ ہمارے نبی پاکؐ کا فرمان ہے کہ ''جس نے کسی ذمی (اسلامی ریاست کے غیر مسلم شہری) کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھ سکے گا۔ حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت کے فاصلے سے آتی ہوگی''۔ کیا اس نبی کریمؐ کا کلمہ پڑھنے اور ان سے محبت وعقیدت کا دعویٰ کرنے والا کوئی شخص نبیؐ کے اس فرمان کی خلاف ورزی کا تصور بھی کر سکتا ہے؟

مجھے آج پھر طائف یاد آ رہا ہے۔ وہ چھوٹا سا ویرانہ میری آنکھوں کے سامنے ہے جہاں کبھی انگوروں کا باغ تھا۔ میری نظریں سیاہ رنگ پتھروں سے اَٹے پہاڑ کے دامن میں ایک قدیم شکستہ مسجد پہ جمی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہی وہ مقام ہے جہاں طائف کے اوباشوں کے پتھروں سے زخم خوردہ نبی نے کچھ دیر آرام کیا تھا۔ زید بن حارثہؓ آپؐ کو سہارا دیئے ہوئے تھے۔ یہی وہ لمحہ تھا جب اللہ تعالیٰ کے جلال نے انگڑائی لی۔ جبریل پیغام لے کے آئے کہ پہاڑوں کا نگران فرشتہ تیار کھڑا ہے۔ آپ حکم فرمایئے کہ اس بستی کو اپنے نابکار مکینوں سمیت دو پہاڑوں کے درمیان پیس کر سرمہ کر دیا جائے۔ میرے حضورؐ نے دکھ، درد اور اذیت کی اس کیفیت میں بھی فرمایا۔ ''نہیں! ممکن ہے ان کی اولاد ایمان لے آئے''۔ مجھے مکہ کی فتح کا دن یاد آیا۔ وہ کون سا ستم ہے جو اہل قریش نے روا نہ رکھا تھا۔ لیکن سپاہ فتح مند شہر کی دہلیز پہ قدم رکھتی ہے تو میر سپاہؐ نے خزاں رسیدہ پتوں کی طرح کانپتے دشمنوں سے کہا۔ ''آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو''۔

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے حضورؐ پہ بہتان باندھے۔ آپ کو شہید کرنے کے منصوبے بنائے۔ آپ کے صحابہ کو صحرا کی دہکتی ریت پہ لٹا کر سینے پر بھری پتھر رکھ دیئے، ہاتھوں اور پاؤں میں میخیں ٹھونک دیں، تین برس تک شعب ابی طالب کے سنگلاخ پہاڑوں کی طرف دھکیل دیا، آپ کو ہجرت پہ مجبور کر دیا، آپؐ کو مدینہ میں بھی چین سے نہ رہنے دیا۔ لیکن وہی لوگ سرنگوں ہوئے تو رحمت کی ایک گھٹا مکہ پہ چھا گئی۔ بہت سے صحابہؓ کی بے نیام تلواریں دشمنان اسلام کا لہو پینے کے لئے مچل رہی تھیں۔ حضرت سعد بن عبادہؓ نے حضورؐ سے کہا۔ '' رسول اللہ! آج تو انتقام، جنگ وجدال اور خون خرابے کا دن ہے آج کعبے کو حلال کیا جائے گا''۔ نبی کریمؐ نے فرمایا۔ ''نہیں سعد۔ تم نے غلط کہا۔ آج تو وہ دن ہے جس میں کعبہ کی تعظیم کی جائے گی۔ جب کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا۔ آج تو رحمت اور امن کی برکھا کا دن ہے''۔

ہبار، کو حضورؐ کے سامنے لایا گیا۔ حضورؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ مکہ سے مدینہ جا رہی تھی کہ ہبار نے ان پر شدید سنگ زنی کی۔ آپ حاملہ تھیں۔ چوٹیں اتنی شدید تھیں کہ حضرت زینب مدینہ پہنچ کر انتقال کر گئیں۔ اپنی پیاری بیٹی کی یاد سے حضورؐ کی آنکھیں بھر آئیں۔ نگاہ اٹھا کر ہبار کی طرف دیکھا اور فرمایا'' میں نے معاف کر دیا۔ اسے چھوڑ دو''۔

وحشی کو آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اس شخص نے جنگ اُحد میں حضورؐ کے چچا حضرت حمزہؓ کا گلا کاٹا تھا۔ حضورؐ اکثر اپنے چچا کے قتل اور وحشی کی وحشت کا ذکر کیا کرتے تھے۔ آج وہ وحشی آپؐ کے سامنے کھڑا تھا اور اس پر لرزہ طاری تھا۔ آپؐ نے اس کی جان بھی بخش دی۔ عظیم چچا کی یاد آئی تو اتنا فرمایا'' اسے مجھ سے دور لے جاؤ''۔ حضرت حمزہؓ کا پیٹ چاک کر کے آپ کا کلیجہ چبانے والی درندہ صفت عورت، ہند کو پیش کیا گیا۔ خوف اور ندامت کے باعث اس نے اپنا منہ نقاب سے چھپا لیا۔ آپؐ نے فرمایا'' جاؤ تمہیں معاف کر دیا''۔

میں رات بھر بے کل رہا۔ اس وقت بھی ایک چھوٹے سے سوال کی چھبن سے ٹیسیں اٹھ رہی ہیں۔ کیا لاہور میں اسّی سے زائد انسانوں کی ہلاکت کی خبر سبز جالیوں والی خلوت گاہ کے مکین کے لئے آسودگی کا باعث بنی ہوگی؟۔

یہ کون تھے جنہوں نے خون کی ہولی کھیلی؟ وہ جو کوئی بھی تھے خاتم النبیینؐ کے اسوہ حسنہ اور تعلیمات کریمہ سے بیگانہ تھے۔ آپؐ نے تو جانوروں تک کو اذیت دینے سے منع فرمایا ہے۔ جنگ کے دوران بھی بلاوجہ درخت کاٹنے اور کھیت اجاڑنے سے روکا ہے۔ آپؐ نے تو میثاق مدینہ کے ذریعے غیر مسلموں کے ساتھ مل جل کر رہنے کے آداب بتائے ہیں۔ آپؐ نے تو خطبہ حجۃ الوداع میں انسانی تہذیب ومعاشرت کا پہلا جامع منشور عطا کیا ہے۔ آپؐ کا کوئی نام لیوا ایسی خونخواری کا تصور بھی کیونکر کر سکتا ہے؟

اللہ کا فرمان ہے۔'' دین میں کوئی جبر نہیں''۔ سورۃ یونس میں ارشاد ہوتا ہے۔'' اگر آپ کا رب چاہتا تو جو لوگ زمین میں ہیں، سب کے سب ایمان لے آتے۔ تو پھر کیا آپ لوگوں کو مجبور کریں گے حتیٰ کہ وہ مومن ہو جائیں''۔ کس قدر واضح بات ہے کہ اگر ہر شے پہ قدرت رکھنے والے قادر مطلق نے بھی دین مذہب کے معاملے میں اپنی قدرت اور قوت کو استعمال نہیں کیا اور یہ تلقین بھی فرمائی کہ کسی کو جبر واکراہ کے ذریعے مسلمان یا مومن نہیں بنایا جا سکتا تو پھر ہم میں سے کسی کو یہ حق کیسے حاصل ہو گیا کہ وہ بزور دوسروں پہ اسلام نافذ کرنے لگے اور کسی دوسرے مذہب ومسلک کی پیروی کے جرم میں ان کا خون بہاتا پھرے۔ قرآن تو یہاں تک کہتا ہے کہ'' مشرکین اللہ کو چھوڑ کر جن جھوٹے خداؤں کو پکارتے ہیں تم انہیں بھی برا نہ کہو''۔ سورۃ الکافرون میں کیا اصول طے کر دیا گیا۔ ''تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین''۔

امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے خلاف بلوائیوں نے انتہائی بدتہذیبی اور بیہودگی اختیار کی یہاں تک کہ آپ کو شہید کرنے کے درپے ہوئے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے ان فتنہ گروں سے دو دو ہاتھ کرنے کی اجازت چاہی۔ امیر المومنین نے کہا'' اے ابوہریرہ! کیا تمہیں پسند ہے کہ تم سب کو میرے سمیت قتل کر دو''۔ ابوہریرہؓ نے جواب دیا۔ ''نہیں امیر المومنین''۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا'' بلاشبہ اگر تو نے ایک آدمی کا قتل کر دیا تو گویا تم نے تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا''۔

مذہب، مسلک، عقیدے اور نظریے سے قطع نظر، کسی انسان کے قتل کی اتنی سخت وعید کے باوجود یہ کون ہیں جو جیتے جاگتے انسانوں پر بارود برساتے اور انہیں گولیوں سے بھون ڈالتے ہیں۔ کیا یہ بھول چکے ہیں کہ ایک دن انہیں اللہ کے حضور پیش ہونا اور اپنے ہر عمل کا حساب دینا ہے؟ کیا انہیں نبی رحمتؐ کا یہ فرمان بھی یاد نہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے خون کے مقدمے پیش ہوں گے اور رب کائنات فیصلے صادر کرے گا۔

اللہ انہیں ہدایت دے جو ایسی خونخواری کو حُبّ رسولؐ اور عشق نبیؐ کی کوئی ادا سمجھتے ہیں۔ ایسی فتنہ گری کی تخم ریزی کرنے والوں کو سوچنا چاہئے کہ جب ہوا کے کسی لطیف جھونکے نے سبز جالیوں سے پرے حجرہ نور کے مکین کو یہ خبر دی ہوگی تو ان پر کیا گزری ہوگی''۔

(روزنامہ جنگ 30 مئی 2010ء صفحہ 7)

ھوالشافی

ھوالشافی ایک پرائیویٹ رجسٹرڈ چیریٹی ادارہ ہے جس کا مقصد عوام الناس تک صحت کے بارہ میں اور بیماریوں کے صحیح علاج یعنی ہومیوپیتھک طریقہ علاج کے بارہ میں صحیح آگاہی دینا ہے۔ اس مقصد کے لئے ادارہ ایک سہ ماہی شمارہ بھی شائع کرتا ہے جس میں ہومیوپیتھک طریقہ علاج اور عمومی صحت کے بارہ میں تازہ مضامین اور معلومات ہوتی ہیں۔ اس شمارہ کی سالانہ فیس صرف £10 ہے۔ مندرجہ ذیل E-Mail کے ذریعہ مزید معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

howashafi@hotmail.co.uk

جلسہ ہائے سالانہ UK

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آئندہ سات سالوں کے لئے جلسہ سالانہ UK کے لئے مندرجہ ذیل تاریخوں کی منظوری عطا فرمائی ہے۔

(1) جلسہ سالانہ یوکے 2010ء 30-31 جولائی و یکم اگست
(2) جلسہ سالانہ یوکے 2011ء 22-23-24 جولائی
(3) جلسہ سالانہ یوکے 2012ء 7-8-9 ستمبر
(4) جلسہ سالانہ یوکے 2013ء 30-31 اگست و یکم ستمبر
(5) جلسہ سالانہ یوکے 2014ء 29-30-31 اگست
(6) جلسہ سالانہ یوکے 2015ء 14-15-16 اگست
(7) جلسہ سالانہ یوکے 2016ء 29-30-31 جولائی

احباب یہ تاریخیں نوٹ فرمالیں۔ نیز جلسہ ہائے سالانہ کے نہایت کامیاب وبابرکت انعقاد کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

(امیر جماعت احمدیہ یوکے)

بقیہ: از رپورٹ دورہ حضور صفحہ 11

پر کہ "اس کیلئے ڈیوٹی دینی پڑے گی" مارکی کے دروازہ پر کھڑے ہو کر ڈیوٹی دینے کی توفیق ملی جبکہ انہوں نے پیارے آقا کے جوتے اور شوہارن (ShoeHorn) تھامے ہوئے تھے۔ نمازوں کے بعد واپسی پر جب حضور نے انہیں اس حال میں کھڑے دیکھا تو فرمایا کہ آپ کی خواب کا صرف اتنا ہی مطلب نہیں تھا بلکہ اس کا وسیع مطلب ہے۔ اسکے بعد حضور پرنور واپس اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے اور اس طرح آج کا پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ہر آن حضور کا حافظ وناصر ہو اور اپنی جناب سے عظیم الشان کامیابیوں اور فتوحات سے ہمیشہ نوازتا رہے۔ آمین

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت بابو جمال الدین کلیم صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 2؍جولائی 2008ء میں حضرت بابو جمال الدین کلیم صاحبؓ آف گوجرانوالہ کا ذکرخیر مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت بابو جمال الدین صاحب ولد مکرم محمد سلطان صاحب گوجرانوالہ شہر کے رہنے والے تھے اور محکمہ ریلوے میں ملازم تھے۔ پہلے سٹیشن ماسٹر رہے بعد ازاں ریلوے انسپکٹر متعین ہوئے۔ آپ بحیثیت سٹیشن ماسٹر ڈومیلی ضلع جہلم میں متعین تھے جہاں آپ کو احمدیت کا پیغام پہنچا۔ آپؓ کے بیٹے حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ بیان کرتے ہیں: ’’میرے والد صاحب نے 1898ء کے قریب حضرت اقدس کی بیعت کی تھی وہ ڈومیلی میں سٹیشن ماسٹر تھے کہ وہاں ایک شخص نے حضرت اقدس کا ذکر کیا انہوں نے پختہ ارادہ کرلیا کہ قادیان جا کر اس شخص کو ضرور دیکھنا ہے چنانچہ وہ رخصت لے کر گوجرانوالہ آئے اور یہاں سے قادیان گئے اور بغیر کسی دلیل کے حضرت اقدس کا چہرہ دیکھ کر ہی وہ ایمان لے آئے۔ مجھے یاد ہے کہ میرے والد صاحب، منشی مولا بخش صاحب مرحوم اور میں ایک دفعہ حضرت اقدس کی خدمت میں واپسی کی اجازت لینے کے لیے گئے حضرت اقدس نے بہت سی باتیں کیں مگر مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ حضور نے فرمایا: ’’جلدی جلدی قادیان آیا کرو‘‘۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ’’تریاق القلوب‘‘ میں لیکھرام کے نشان کے متعلق مصدقین میں 46ویں نمبر پر آپ کا نام اور خلاصہ عبارتِ تصدیق درج فرمایا ہے: ’’46۔ جمال الدین سٹیشن ماسٹر ڈومیلی۔ پیشگوئی پوری اور کامل طور سے پوری ہوگئی۔‘‘

حضرت بابو صاحبؓ نے اپنے اکلوتے بیٹے کو سکول کی تعلیم کے لیے قادیان بھی بھجوایا۔ حضورؑ کی وفات کے بعد خلافت احمدیہ سے وابستہ رہے۔ خلافت ثانیہ کے انتخاب پر بیرونی جماعتوں کی اطلاع کے لیے اعلان کنندگان کا جو اشتہار شائع ہوا ہے اس میں آپ کا نام ’’بابو جمال الدین ٹریفک سپرنٹنڈنٹ لاہور‘‘ بھی شامل ہے۔ اسی سال جب گوجرانوالہ میں انجمن احمدیہ کا قیام عمل میں آیا تو آپ انجمن کے امین مقرر ہوئے۔

آپ نے 14دسمبر 1924ء کو بعمر قریباً 55سال بٹالہ میں وفات پائی۔ آپ ابتدائی موصیان میں سے تھے۔ آپ کا وصیت نمبر 58 تھا۔ جنازہ قادیان لایا گیا جو حضرت مصلح موعودؓ نے پڑھایا اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔

آپؓ کی اہلیہ حضرت جیواں بی بی صاحبہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود مہندی لگایا کرتے تھے۔ سر اور ریش مبارک پر ہاتھ بھگو کر آہستہ آہستہ مہندی اتار کر پھر پانی سے ہاتھ دھوتے تھے اور صاف کرنے کے لیے تولیہ منگواتے تھے اس سے صاف کرتے تھے اور کبھی وضو کے لیے پانی کا لوٹا طلب کرنے پر حاضر کیا کرتی تھی۔ شادی خان مرحوم کی والدہ ہوتی تھی جن کو عام دادی صاحبہ بولتے تھے اور مولوی عبدالکریم مرحوم کا نکاح شادی خان کی لڑکی سے حضرت مسیح موعودؑ نے پڑھا، میں گھر میں موجود تھی اور صوفی غلام محمد صاحب حضرت مسیح موعودؑ کو قرآن کریم آکر صحن میں کھڑے ہوکر سنایا کرتے تھے۔‘‘

حضرت جیواں بی بی صاحبہؓ کی وفات 28؍نومبر 1943ء کو ہوئی اور بوجہ موصیہ ہونے کے بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔

حضرت بابو صاحب کی اولاد میں ایک بیٹا حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ (وفات 25دسمبر 1983ء بعمر 93سال۔ ربوہ) اور دو بیٹیاں تھیں۔

مکرم پروفیسر منور شمیم خالد صاحب نائب صدر انصاراللہ پاکستان حضرت بابو جمال الدین صاحبؓ کے متعلق بیان کرتے ہیں: ’’آپؓ ہماری والدہ ماجدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ (اہلیہ محترم محبوب عالم خالد صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ پاکستان) کے دادا اور ہمارے پڑنانا تھے۔ کشمیری شیخ تھے اور علمی گھرانے سے تعلق تھا، ادبی و علمی ذوق وشوق کی وجہ سے کلیم تخلص کے ساتھ ہلکی پھلکی شعروشاعری کا شغف بھی رکھتے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی اس بابرکت نصیحت کہ ’’قادیان جلدی جلدی آیا کرو‘‘ پر آخر دم تک عمل پیرا رہے۔ ریلوے انسپکٹر بننے کے بعد اپنا خصوصی سیلون گورداسپور/بٹالہ سٹیشن پر کھڑا کراکے وہاں سے قادیان جاکر روحانی مائدہ سمیٹتے اور پھر بقیہ دورہ مکمل کرتے۔ ایک بار جب آپؓ قادیان پہنچے تو مجلس عرفان میں حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ تعداد بڑھانے کیلئے تبلیغ پر بھی زور دیں اور دوسرا طریق یہ ہے کہ ایسے شادی شدہ احمدی جو وسائل رکھتے ہوں وہ دوسری شادی کریں۔ حضرت بابو صاحبؓ نے وہیں بیٹھے بیٹھے سوچا کہ حضور انور کی اس تجویز پر دوسری شادی کے لیے تو کئی احباب تیار ہوجائیں گے لیکن جب تک ماں باپ اپنی بیٹیاں اِس نیک مقصد کے لیے پیش نہ کریں گے اس تجویز پر عمل کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟ چنانچہ آپؓ نے اپنی دونوں بیٹیوں کے نام حضورؓ کی خدمت میں اس مقصد کے لئے پیش کردیئے۔ چنانچہ بڑی بیٹی محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ کا نکاح حضرت مولوی محمدالدین صاحبؓ ایم۔اے سابق ناظر تعلیم سے ہوا جن کی زوجہ اوّل اور اُن سے اولاد بھی موجود تھی اور دوسری بیٹی محترمہ اقبال بیگم صاحبہ کی شادی حضرت سردار محمد یوسف صاحبؓ (ایڈیٹر رسالہ ’’نور‘‘) کے ساتھ ہوئی جن کی پہلی بیوی تین چار چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر وفات پا چکی تھیں۔

آپؓ خود سکھ مذہب سے 1906ء میں احمدی ہوئے تھے اور قرآن کریم کا گورمکھی زبان میں ترجمہ کرنے کی بفضل اللہ تعالیٰ توفیق پانے کے علاوہ آپؓ نے اپنے اخبار ’’نور‘‘ کو سکھوں میں تبلیغ کے لئے خوب استعمال کیا۔ دوسری اہلیہ سے آپؓ کے ہاں چار بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئے۔ بڑے بیٹے ہارون ڈاکٹر بنے لیکن سکھوں کے ایک سالانہ تہوار میں سرکاری ڈیوٹی دیتے ہوئے شہید کردیے گئے اور میت بھی غائب کردی گئی جبکہ اُن کی اہلیہ کو زخمی کرکے نہر میں پھینک دیا گیا۔ سب سے چھوٹے بیٹے یحییٰ نور صاحب نے ہاکی کے کھلاڑی کے طور پر تقسیم ہند سے قبل قومی سطح پر اپنا لوہا منوایا۔

حضرت مولوی سلطان محمود صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 13؍جون 2008ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے حضرت مولوی سلطان محمود صاحبؓ آف مدراس کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

مدراس میں احمدیت کے روح رواں حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحبؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کی شہرت یافتہ تصنیفات نے کھینچا اور یہی چرچا جب مدراس کے ایک ذی علم وجود حضرت مولوی سلطان محمود صاحب تک پہنچا تو انہوں نے بھی حضورؑ کی کتب کا مطالعہ کیا اور بغیر کسی تردّد کے صداقت کے قائل ہوگئے۔

حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحبؓ مدراسی جنوری 1894ء میں حضرت مولوی حسن علی صاحبؓ یکے از 313 صحابہ کی معیت میں قادیان تشریف لائے اور دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت مولوی سلطان محمود صاحبؓ تو نہ آسکے لیکن حضرت سیٹھ صاحبؓ کی واپسی کا بے چینی سے انتظار کرنے لگے۔ چنانچہ حضرت سیٹھ صاحب فرماتے ہیں: ’’(قادیان سے روانہ ہوکر ہم) کوئی ایک مہینے کے بعد مدراس پہنچے۔ وہاں حضرت مولوی سلطان محمود صاحب نے بڑا ہی اہتمام فرمایا تھا سٹیشن سے سیدھا میلاپور لے گئے اور پُرتکلف دعوت دی ساتھ ہی اس ناچیز کو ایک ایڈریس بھی دیا صدہا مخالف بھی اس وقت جمع تھے......‘‘۔

حضرت مولوی سلطان محمود صاحبؓ اپنے اخلاص اور خدمت میں دن بدن آگے ہی بڑھتے گئے۔ حضرت اقدسؑ نے اپنی کتاب ’’سراج منیر‘‘ کے آخر میں ’’فہرست آمدنی چندہ برائے طیاری مہمان خانہ و چاہ وغیرہ‘‘ کے تحت اسماء درج فرمائے ہیں جہاں حضرت مولوی صاحبؓ کے بیس آنے چندہ کا ذکر ہے۔

17فروری 1897ء کو حضور نے اشتہار بعنوان ’’جماعت مخلصین کی اطلاع کے لیے‘‘ شائع فرمایا جس میں قادیان میں مہمانوں کے لیے ایک مکان اور ایک کنواں تیار کرنے کے لئے چندہ کی تحریک فرمائی اور آخر پر فرمایا ’’اور اب تک رقوم چندہ جو ہمیں وصول ہوئی ہیں بہ تفصیل ذیل ہیں ......(8) مولوی سلطان محمود صاحب مدراس (بیس آنے)

حضرت مسیح موعودؑ جب حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحبؓ کے نام خط تحریر فرماتے تو علاوہ دیگر دوستوں کے حضرت مولوی صاحبؓ کو بھی سلام لکھتے۔ 1896ء میں حضورؑ نے ’’انجام آتھم‘‘ تصنیف فرمائی تو اس میں اپنے 313 صحابہؓ کی فہرست میں آپؓ کا نام بھی 124 نمبر پر موجود ہے۔ پھر فروری 1898ء میں حضور نے گورنمنٹ کے نام ایک اشتہار شائع فرمایا جو ’’کتاب البریہ‘‘ میں درج ہے۔ اس میں اپنی پُرامن جماعت کے 316؍افراد کے اسماء میں بھی آپؓ کا نام 64 نمبر پر درج ہے۔

آپؓ خلافت کے ساتھ بھی انتہائی اخلاص سے وابستہ رہے۔ اور مقامی جماعت کے پروگراموں میں بھرپور مدد کرتے۔ 1915ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی نگرانی میں قرآن شریف کے پہلے پارہ کی تفسیر انگریزی اور اردو میں تیار کراکے شائع کی گئی۔ انگریزی پاروں کا کام مدراس میں بھی ہوا اور حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اس سلسلے میں مدراس گئے۔ مولوی سلطان محمود صاحب نے بھی طباعت ترجمہ قرآن کے سلسلے میں تصحیح وغیرہ کے متعلق بہت محنت کی۔

حضرت مولوی صاحبؓ نے 1917ء میں وفات پائی۔ اور آپ کے خاندان نے اخلاص اور خدمت دین کے پہلو کو بعد میں بھی جاری رکھا۔

صحافی و ناول نگار قمر اجنالوی

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 30؍مئی 2008ء میں برصغیر کے منفرد اور ممتاز شاعر، صاحب طرز اور نامور ادیب، ناول نگار بلندپایہ صحافی جناب عبدالستار المعروف قمر اجنالوی کا مختصر ذکرخیر شائع ہوا ہے۔ آپ جولائی 1919ء میں اجنالہ میں پیدا ہوئے اور 30 مئی 1993ء کو جرمنی میں وفات پائی۔

قمر اجنالوی نے صاحب اسلوب قلمکار کے طور پر نصف صدی سے زائد عرصہ علم و ادب کی تخلیق میں گزارا۔ 30 سے زائد ضخیم اور معرکۃ الاراء ناول تخلیق کئے اور تاریخی ناول نگاری میں ممتاز مقام پایا۔ شہرۂ آفاق ناولوں میں چاہ بابل، مقدس مورتی، دھرتی کا سفر، سلطان جنگ، مقدس اور ولی عہد شامل ہیں۔ متعدد کتب پر ایوارڈ حاصل کئے۔ روزنامہ ’’مسلم‘‘، روزنامہ ’’ملّت‘‘، روزنامہ ’’مغربی پاکستان‘‘ اور ہفت روزہ ’’صدائے وطن‘‘ کے ایڈیٹر رہے۔ ’’نوائے وقت‘‘ سے بھی ایک لمبا عرصہ منسلک رہے۔ ’’سول اینڈ ملٹری گزٹ‘‘ میں بھی کام کیا۔

1980ء میں ان کے نعتیہ قصیدے بنام ’’خیرالانام‘‘ نے بے حد شہرت حاصل کی۔ روزنامہ ’’جنگ‘‘ نے اس کو اپنے ایڈیشن میں شائع کیا۔ ناقدین نے مولانا حالی کی مسدس اور علامہ اقبال کے شکوہ کے بعد اس قصیدہ کا مرتبہ قائم کیا ہے۔ جرمنی میں ان کا قیام ایک کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں تھا جس کا موضوع روس کی ٹوٹ پھوٹ کے بعد یورپ کی سیاسی صورتحال تھا۔ یہ کتاب آپ نے اپنے قیام کے دوران مکمل کرلی تھی۔ قیام پاکستان سے قبل آپ مسلم لیگ کی حمایت میں پیش پیش رہے اور آپ نے قیام پاکستان سے قبل ’’ہندوستان کی دستوری کہانی اور پاکستان‘‘ کے نام سے ایک مدلل اور تاریخی کتاب بھی رقم کی۔

قمر اجنالوی صاحب نے بارہا حضرت اماں جانؓ کو اپنی بعض نظمیں بھی سنائیں جنہیں سن کر آپؓ پسندیدگی کا اظہار فرمایا کرتیں۔

ماہنامہ ’’خالد‘‘ ربوہ فروری 2008ء میں محترم چوہدری محمد علی مضطر عارفی صاحب کی شائع شدہ ایک نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

کہہ رہا تھا نہ سن رہا کوئی
عمر بھر بولتا رہا کوئی
اشک یوں رک گئے سرِ مژگاں
جیسے گر کر سنبھل گیا کوئی
اپنی تصویر سے لڑائی ہے
آئنے سے نہیں گلہ کوئی
موت کے بعد یوں لگا مضطرؔ
جیسے پیدا ہوا نہ تھا کوئی

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

2nd July 2010 – 8th July 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or +44 20 8875 4273 or fax +44 20 8874 8344

Friday 2nd July 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:40	Tilawat
00:50	Insight & Science and Medicine Review
01:25	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 17th March 1998.
02:25	Historic Facts: part 33.
03:00	MTA World News & Khabarnama
03:50	Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses. Recorded on 3rd November 1994.
05:10	Jalsa Salana UK 2006: opening address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 28th July 2006.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine News Review
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 7th March 2004.
08:05	Siraiki Service
08:35	Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to allegations made against the Jama'at, rec. on 20th April 1994.
09:45	Indonesian Service
10:40	Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00	Live Friday sermon
13:05	Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine Review
14:00	Bengali Service
15:00	Real Talk: financial crisis.
16:00	Khabarnama: daily international Urdu news.
16:15	Friday Sermon [R]
17:20	Lajna Imaillah Germany Ijtema: concluding address delivered by Huzoor on 11th June 2006.
18:05	MTA World News
18:30	Live Arabic Service
20:35	Insight & Science and Medicine Review
21:10	Friday Sermon [R]
22:20	Food for Thought: diabetes.
22:50	Reply to Allegations [R]

Saturday 3rd July 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:40	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
01:40	Liqa Ma'al Arab: rec. on 24th March 1998.
02:45	MTA World News & Khabarnama
03:15	Friday Sermon: rec. on 2nd July 2010.
04:25	Rah-e-Huda: interactive talk show answering questions about the Ahmadiyya Muslim Community.
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00	Jalsa Salana UK 2006: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 29th July 2006.
08:05	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 8th December 1996. Part 2.
09:05	Friday Sermon [R]
10:10	Indonesian Service
11:05	French Service
12:10	Tilawat
12:25	Yassarnal Qur'an
12:55	Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
13:55	Bangla Shomprochar
14:55	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 7th March 2004.
16:00	Khabarnama
16:15	Live Rah-e-Huda: interactive talk show.
18:00	MTA World News
18:15	Dars-e-Hadith
18:30	Live Arabic Service
20:30	International Jama'at News
21:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
22:15	Rah-e-Huda [R]
23:45	Friday Sermon [R]

Sunday 4th July 2010

00:55	MTA World News
01:10	Yassarnal Qur'an
01:40	Tilawat
01:55	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 25th March 1998.
03:00	Khabarnama
03:15	Friday Sermon: rec. on 2nd July 2010.
04:25	Faith Matters
05:25	Wayne Clements Art Class: part 1.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Children's class with Huzoor, recorded on 17th April 2004.
07:30	Faith Matters
08:35	Food for Thought: diabetes.
09:05	Jalsa Salana UK 2006: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 30th July 2006..
10:10	Indonesian Service
11:05	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon. Recorded on 18th May 2007.
11:55	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25	Yassarnal Qur'an
12:55	Bengali Service
14:00	Friday Sermon [R]
15:00	Children's class [R]
16:05	Khabarnama: daily international Urdu news.
16:20	Faith Matters [R]
17:25	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:30	Live Arabic Service
20:35	Food for Thought [R]
21:10	Children's class [R]
22:15	Friday Sermon [R]
23:20	Roshni Ka Safar: Fazal Mahmood Bhutta.

Monday 5th July 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:35	Tilawat
00:50	Yassarnal Qur'an
01:20	International Jama'at News
01:55	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 26th March 1998.
02:55	MTA World News & Khabarnama
03:30	Friday Sermon: rec. on 2nd July 2010.
04:30	Food for Thought: diabetes.
05:05	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 7th February 1999. Part 1.
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 18th April 2004.
08:00	Seerat-un-Nabi (saw)
08:30	Le Francais C'est Facile: lesson no. 92.
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 9th March 1998.
10:05	Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered on 30th April 2010.
11:15	Jalsa Salana Speeches: Hafiz Saleh Muhammad Alladin on the existence of God.
12:00	Tilawat & International Jama'at News
13:00	Bangla Shomprochar
14:05	Friday Sermon: rec. on 26th June 2009.
15:15	Jalsa Salana Speeches [R]
16:00	Khabarnama
16:20	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:30	Liqa Ma'al Arab: rec. 31st March 1998.
20:30	International Jama'at News
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class [R]
22:05	Rah-e-Huda [R]
23:40	Le Francais C'est Facile [R]

Tuesday 6th July 2010

00:05	MTA World News & Khabarnama
00:40	Tilawat, Insight & Science and Medicine Review
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. 31st March 1998.
02:30	Le Francais C'est Facile: lesson no. 92.
03:00	MTA World News & Khabarnama
03:30	Seerat-un-Nabi
04:00	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 9th March 1998.
05:00	Jalsa Salana USA 2006: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 3rd September 2006.
06:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat, Insight & Science and Medicine Review
07:10	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor recorded on 24th April 2004.
08:10	Question and Answer Session: rec. on 7th February 1999. Part 2.
09:00	Al Wassiyat
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon delivered on 17th July 2009.
12:05	Tilawat, Insight & Science and Medicine Review
12:55	Yassarnal Qur'an: lesson no. 10.
13:15	Bangla Shomprochar
14:15	Lajna Imaillah Germnay Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 11th June 2006.
15:00	Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
16:00	Khabarnama: daily international Urdu news.
16:15	Question and Answer Session [R]
17:00	Yassarnal Qur'an [R]
17:20	Historic Facts
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:35	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 2nd July 2010.
20:35	Insight & Science and Medicine Review
21:10	Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
22:05	Lajna Imaillah Germnay Ijtema [R]
23:00	Real Talk: gender mixing.

Wednesday 7th July 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:35	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:05	Yassarnal Qur'an: lesson no. 10.
01:30	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 1st April 1998.
02:30	Learning Arabic: lesson no. 12.
03:00	MTA World News & Khabarnama
03:35	Al Wassiyat
04:25	Question and Answer Session: rec. on 7th February 1998. Part 2.
05:15	Lajna Imaillah Germany Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 11th June 2006.
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Land of the Long White Cloud: part 9.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 25th April 2004.
08:05	MTA Variety
09:00	Question and Answer Session: rec. on 7th March 1999. Part 1.
09:50	Indonesian Service
10:50	Swahili Service
11:35	Tilawat
11:45	Yassarnal Qur'an: lesson no. 11.
12:05	From the Archives: Friday sermon delivered on 29th March 1985 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
13:15	Bangla Shomprochar
14:20	Jalsa Salana Qadian 2006: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 28th December 2006.
15:15	Khabarnama
15:30	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
16:30	Yassarnal Qur'an [R]
16:45	Question and Answer Session [R]
17:35	MTA World News
17:55	Arabic Service
18:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 2nd April 1998.
19:55	MTA Variety [R]
20:45	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
21:45	Jalsa Salana Qadian 2006 [R]
22:45	From the Archives [R]

Thursday 8th July 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:30	Tilawat
00:45	Yassarnal Qur'an: lesson no. 11.
00:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 2nd April 1998.
01:55	MTA World News & Khabarnama
02:30	MTA Variety
03:20	From the Archives: rec. on 29th March 1985.
04:30	Land of the Long White Cloud: part 9.
05:00	Jalsa Salana Qadian 2006: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 28th December 2006.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:40	Khilafat Centenary Quiz
07:00	Children's class with Huzoor, recorded on 8th May 2004.
08:05	Faith Matters: part 36.
09:10	English Mulaqat: English question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), rec. on 27th March 1994.
10:15	Indonesian Service
11:15	Pushto Service
12:05	Tilawat
12:20	Yassarnal Qur'an
13:00	Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 2nd July 2010.
14:00	Jalsa Salana United Kingdom 2007: opening address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 27th July 2007.
15:00	Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, rec. on 9th November 1994.
16:00	Khabarnama
16:30	Yassarnal Qur'an
17:00	English Mulaqat [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:30	Faith Matters [R]
21:40	Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:50	Children's Class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 17 Friday 25 June, 2010 Issue No. 26

جماعت احمدیہ ہالینڈ کے تیسویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

لوکل T.V اور اخبار میں جلسہ کی کوریج

رپورٹ: ظفر اقبال قریشی ناظم آفس جلسہ سالانہ ہالینڈ

جماعت احمدیہ ہالینڈ کا تیسواں جلسہ سالانہ، ہالینڈ کے جنوب میں واقع ایک خوبصورت گاؤں Nunspeet میں منعقد ہوا جس کی آبادی تقریباً 20,000 ہے یہاں جماعت احمدیہ ہالینڈ کا ایک مشن ہاؤس بیت النور بھی قائم ہے۔ مشن ہاؤس کے قریب ایک وسیع ہال کرایہ پہ لیا گیا جہاں یہ جلسہ منعقد ہوا۔

مورخہ 7 مئی 2010ء بروز جمعۃ المبارک کو جلسہ سالانہ کا آغاز صبح ۱۱ بجے رجسٹریشن سے شروع ہوا۔ بعد ازں مکرم ھبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت احمدیہ ہالینڈ نے انتظامات کا معائنہ کیا۔ دوپہر کے کھانے اور پرچم کشائی کی تقریب کے بعد مکرم عبدالماجد طاہر صاحب (نمائندہ مرکز) ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن نے نمازِ جمعہ پڑھائی۔ بعد ازں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز کا خطبہ جمعہ MTA کے ذریعے براہِ راست سنا گیا۔

پہلا اجلاس

پہلا اجلاس مورخہ 7 مئی 2010ء بروز جمعۃ المبارک کو دوپہر 4 بجے شروع ہوا جس کی صدارت مکرم ھبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت احمدیہ ہالینڈ نے کی۔ جلسہ سالانہ کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا اور ان آیاتِ کریمہ کا اردو ، ڈچ اور انگلش ترجمہ پیش کیا گیا۔ تلاوت قرآنِ کریم اور نظم کے بعد مکرم امیر صاحب ہالینڈ نے افتتاحی تقریر جس میں تبلیغ اور نئی مساجد کی تعمیر پر روشنی ڈالی۔ محترم امیر صاحب نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز کے اس ارشاد کا خصوصیت سے ذکر کیا جس میں حضورِ انور نے اپنے ایک دورہ ہالینڈ کے موقع پر فرمایا تھا کہ ’’جماعت احمدیہ ہالینڈ کو ہر دو سال بعد ایک نئی مسجد بنانی چاہئے‘‘۔ انہوں نے تمام ذیلی تنظیموں کو ہدایت دی کہ وہ تبلیغ اور نئی مساجد کی تعمیر کے سلسلے میں جامع حکمتِ عملی اپنائیں۔ اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم حامد کریم محمود صاحب مربی سلسلہ ہالینڈ کی تھی ان کی تقریر کا موضوع ’’امن کا سفیر ازسیرت حضرت مسیح موعودؑ‘‘ تھا۔

دوسرا اجلاس

دوسرے اجلاس کی کارروائی مورخہ 8 مئی 2010ء بروز ہفتہ صبح ساڑھے دس بجے شروع ہوئی جس کی صدارت نائب امیر ہالینڈ مکرم عبدالحمید فان درفیلدن صاحب نے کی۔ تلاوت قرآنِ کریم اور نظم کے بعد اس اجلاس میں دو تقاریر ہوئیں پہلی تقریر مکرم احمد سعید اخلاف صاحب نے ڈچ زبان میں کی۔ ان کی تقریر کا موضوع تھا ’’حضرت محمد ﷺ، امن کا پیغمبر‘‘ اس تقریر کا اردو ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم سیّد عبدالمالک صاحب کی تھی ان کی تقریر کا موضوع تھا ’’علوم کی ترقی میں مسلمانوں کا کردار‘‘۔

پروگرام لجنہ اماء اللہ ہالینڈ

مورخہ 8 مئی 2010ء بروز ہفتہ، دوپہر 12 بجے لجنہ اماء اللہ ہالینڈ نے اپنا ایک اجلاس منعقد کیا جس کی صدارت محترمہ صدر لجنہ اماء اللہ ہالینڈ نے کی۔ تلاوت قرآنِ کریم کے بعد نظم پیش کی گئیں۔ بعد ازں محترمہ صدر لجنہ اماء اللہ ہالینڈ نے لجنہ سے خطاب کیا۔ اس اجلاس میں تین تقاریر پیش کی گیں۔ جن کے موضوعات تھے۔ ’’اسلامی پردہ کی اہمیت‘، ’’تزکیہ نفس‘‘ اور ’’اسلام، عورت اور آزادی رائے‘‘۔ آخر میں دعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

تیسرا اجلاس

نماز ظہر وعصر اور طعام کے بعد تیسرا اجلاس دوپہر 3 بج کر 30 منٹ پر شروع ہوا۔ یہ اجلاس ڈچ مہمانوں کے لیے مختص تھا۔ اس اجلاس میں دوسرے ڈچ مہمانوں کے علاوہ Nunspeet کے میئر مع اہلیہ اور ہالینڈ کے ایک شہر Westervoort کے کونسلر بھی شامل ہوئے۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم ھبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت احمدیہ ہالینڈ نے کی۔ تلاوت قرآنِ کریم ونظم کے بعد اس اجلاس میں دو تقاریر پیش کی گئیں جو کہ ڈچ زبان میں تھیں۔ جن کے موضوع تھے ’’اللہ کی وحدانیت‘‘ اور ’’آپ پر سلامتی ہو‘‘ آخر میں چائے کے وقفے کے بعد محفل سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں ڈچ مہمانوں نے اسلام اور احمدیت کے متعلق مختلف سوالات کئے اس کے بعد مہمانوں کو کھانا پیش کیا گیا۔

بیعتیں

دورانِ جلسہ ایک جرمن نوجوان اور ایک مراکش بھائی نے بیعت کی سعادت حاصل کی

لوکل میڈیا کوریج:

ایک لوکل TV جس کا نام "TV Gelderland" ہے نے جلسہ سالانہ کی ویڈیو رپورٹ نشر کی۔ اس کے علاوہ ایک لوکل اخبار "de Stentor" نے جماعت احمدیہ کے تعارف کے ساتھ جلسہ سالانہ کی مختصر رپورٹ شائع کی۔ جس کا عنوان تھا ’’مسلمان امن لا رہے ہیں‘‘۔

چوتھا اجلاس:

چوتھے اجلاس کی کارروائی مورخہ 9 مئی 2010ء بروز اتوار صبح ساڑھے دس بجے شروع ہوئی۔ جس کی صدارت افسر جلسہ سالانہ مکرم مبشر احمد چوہدری صاحب نے کی۔ تلاوت قرآنِ کریم ونظم کے بعد اس اجلاس میں دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم ساجد نسیم صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ جماعت احمدیہ جرمنی کی تھی۔ ان کی تقریر کا موضوع تھا ’’ تبلیغ امن کا ذریعہ‘‘ اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم نعیم احمد وڑائچ صاحب مشنری انچارج ہالینڈ کی تھی جس کا موضوع تھا ’’ذکر الٰہی میں ہی حقیقی امن ہے‘‘۔

اختتامی اجلاس

طعام اور نماز ظہر وعصر کے بعد دوپہر 2 بج کر 30 منٹ پر اختتامی اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم عبدالماجد طاہر صاحب (نمائندہ مرکز) ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن نے کی۔ تلاوت قرآنِ کریم ونظم کے بعد انچارج عربی ڈیسک ہالینڈ مکرم ڈاکٹر ایمن عودہ صاحب نے ایک نو مبائع مراکش احمدی بھائی کے متعلق مختصراً بتایا کہ انہوں نے احمدیت کیسے قبول کی۔ ان کی یہ تقریر انگریزی زبان میں تھی۔ اس کے بعد مکرم امیر جماعت احمدیہ ہالینڈ نے دور ونزدیک سے آئے ہوئے تمام مہمانوں اور کارکنوں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے انتھک محنت کے ساتھ اس جلسہ سالانہ کے انتظامات کو ممکن بنایا اور ان سب کے لئے خصوصی دعا کی درخواست کی۔

آخر میں مکرم عبدالماجد طاہر صاحب (جو کہ اس جلسہ کے مہمانِ خصوصی تھے) نے اختتامی تقریر کی اور دعا کروائی۔ یوں یہ تین روزہ جلسہ سالانہ بفضل تعالیٰ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

❁❁❁❁❁

سیرالیون کے ثقافتی میلہ میں احمدیہ بک سٹال

(رپورٹ: سعید الرحمان۔ امیر جماعت احمدیہ سیرالیون)

سیرالیون میں ہر سال مختلف افریقن ممالک کے تعاون سے ایک Trade Fair آرگنائز کیا جاتا ہے۔ اس سال یہ ثقافتی میلہ 25 مئی 2010ء تک منعقد ہوا۔

اس میلہ میں ہماری جماعت کو بھی خدام الاحمدیہ کے تعاون سے بک سٹال لگانے کی توفیق ملی۔ ایک چھوٹے سائز کا بوتھ بنا کر کتابوں کو سلیقہ سے لگایا گیا۔ ہیڈ کوارٹر سے موصول ہونے والی کتب کے علاوہ لوکل طور پر طبع کی جانے والی کتب بھی شامل تھیں۔ اس میلے کے دوران مرکز سے موصول ہونے والی نئی کتب کی وجہ سے ہمارا بک سٹال اور بھی لوگوں کی توجہ کا مرکز بنا رہا۔ بوتھ کو مختلف بینرز سے سجایا گیا تھا۔ جن پر منتخب آیات قرآنی، احادیث مبارکہ، حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں مختلف قسم کے سوالات کرتے تھے جس سے تبلیغ کا موقعہ ملتا رہا۔ اور لوگ جماعت کے بارے میں کتب خریدتے رہے۔ یوں جماعت کا پیغام ہزاروں لوگوں تک پہنچانے کی توفیق ملی۔ قاعدہ یسرنا القرآن، صلوٰۃ بک، لائف آف محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں نے کافی تعداد میں خریدیں۔

کتب کے ساتھ ساتھ آڈیو ویڈیو کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ احمدیہ مسلم ریڈیو میں کام کرنے والی ٹیم کے تعاون سے آڈیو ویڈیو، CD's تیار کی گئی تھیں۔ منتخب آیات قرآنی، منتخب احادیث مبارکہ اور منتخب تحریرات حضرت مسیح موعودؑ کا لوکل زبانوں، کریول، ٹمنی، مینڈے میں ترجمہ کی ویڈیو CD's تیار کی گئی تھیں۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی انگلش زبان میں مجالس عرفان، جلسہ سالانہ یوکے کے مختلف مناظر، Peace Conference حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی پارلیمنٹ میں تقریر، One Community One Leader، جلسہ سالانہ بوسیرالیون کے مختلف مناظر اور تلاوت قرآن کریم کی CD's تیار کی گئی تھیں۔ جو لوگوں نے بہت پسند کیں اور خریدیں۔ نماز مغرب سے رات گئے تک یہ CD's ٹیلیویژن پر بھی دکھائی جاتی تھیں جو لوگ کافی توجہ سے دیکھتے تھے اور جماعت کی تعریف کرتے تھے۔ اس ذریعہ سے بھی ہزاروں لوگوں تک جماعت کا پیغام پہنچا۔ اس میلہ کے بعد بھی لوگ کتابیں اور CD's خریدنے کے لئے مشن ہاؤس آتے رہے۔

Ahmadiyyat True Islam, The Islamic Concept of Jihad, Revival of Islam Through the Ahmadiyya Movement اور خاتم النبیین کے موضوعات پر 9000 کی تعداد میں پمفلٹ چھپوا کر فری تقسیم کیا گیا۔ اس موقع پر 300 کتب فروخت ہوئیں۔ اس طرح 2,024,000 لیونز کا لٹریچر فروخت ہوا۔

قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری مساعی میں برکت عطا فرمائے اور جماعت کی نیک نامی میں اضافہ فرماتا چلا جائے۔ آمین

❁❁❁❁❁